نور الھدیٰ ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

قال اللہ تعالیٰ: وأن ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصاکم بہ لعلکم تتقون۔
(الانعام آیۃ ۱۵۳)

صراطِ مستقیم اور اختلافِ اُمّت

از: ابو المنہال شاغف بہاری کراچی
(اہلحدیث)

جواب و تنقید

اختلافِ اُمّت اور صراطِ مستقیم

از: محمد یوسف لدھیانوی۔ (کراچی) حنفی

www.KitaboSunnat.com

ادارہ احیاء السُّنّۃ ــــ گرجاکھ ــــ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

نور الھدیٰ ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

قال اللہ تعالیٰ: وأن هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله ذلكم وصاكم به لعلكم تتقون -
(الانعام آیۃ ۱۵۳)

صراطِ مستقیم اور اختلافِ اُمّت

از: ابو المنہال شاغف بہاری کراچی
(اہلحدیث)

جواب وتنقید

اختلافِ اُمّت اور صراطِ مستقیم

از: محمد یوسف لدھیانوی - (کراچی) حنفی

www.KitaboSunnat.com

ادارہ احیاء السنۃ ـــــ گرجاکھ ـــــ گوجرانوالہ

۹۹-۰۰ بے ماڈل ٹاؤن - لاہور
نمبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماڈل ٹاؤن - لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اہلحدیث اور تقلید شخصی کا تجزیہ

نوٹ: یہ مقالہ حضرت مولانا حنیف ندوی صاحب مدظلہ العالی نے یکم اپریل ۱۹۸۳ء ماموں کانجن کی سالانہ کانفرنس کے موقع پر بطور خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا۔ یہ اس لائق ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے اسی لیے اس کتاب کی پہلی تقلید کی بحث میں بطور مقدمہ پیش خدمت ہے (ادارہ)

التحیات للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی محمد رسول اللہ ولا نبی بعدہٗ

امابعد!

حضرات جس طرح کچھ افراد و اشخاص مظلوم اور آفت رسیدہ ہوتے ہیں، اسی طرح کچھ الفاظ، اصطلاحیں اور نام بھی تاریخ کی ستم ظریفی کے ہاتھوں اپنا تشخص، روایات اور عظمتیں کھو بیٹھتے ہیں۔ بدقسمتی سے اہل حدیث کی اصطلاح انہی میں سے ایک ہے۔ کہنے کو یہ ایک گروہ یا جماعت کا نام ہے جو طرح طرح کی غلط فہمیوں اور الزام تراشیوں کا ہدف بنی ہوئی ہے۔ مگر حقیقت پر نظر ڈالیے تو یہ صرف نام نہاد گروہ یا جماعت نہیں جس کو تاریخ و زمانہ کی طرفہ طرازیوں نے جنم دیا ہو۔ یا بحث و جدل کی معرکہ آرائیوں نے پیدا کیا ہو۔ یہ باقاعدہ ایک فکر، دین کی ایک سلجھی ہوئی تعبیر اور فقہ و کلام اور تفسیر و تصوف کا ایسا جانا بوجھا اسلوب ہے جس نے ہر دور میں توحید کی صاف ستھری تعلیمات کو اجاگر کیا ہے۔ ریاض نبوت کے گل بوٹوں کی آب یاری کی ہے اور بدعات و رسوم کے طوفان خیز ریلوں کا پوری قوت و جرأت ایمانی سے ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ اس فکر کی ایک تاریخ، پس منظر اور روایت ہے جو تاریخ و سیر کی کتابوں میں مرتسم اور محفوظ ہے ـــــ اس پاک نہاد گروہ کو کن کن غیر موزوں ناموں سے یاد نہیں کیا گیا اور کن کن القاب کا سزاوار نہیں ٹھہرایا گیا۔ کبھی کہا گیا کہ یہ ترے حشویہ ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالاں کہ یہ متاخرین حنابلہ کی ایک حرفیت پسند اور متشدد شاخ کا نام ہے جو مسئلہ صفات میں بشر یا نی طرز خیال کی حامی تھی اور اب کہیں پائی نہیں جاتی ۔ کبھی کہا گیا یہ ٹھیٹھ ظاہری فرقہ ہے جو ظواہر نصوص میں پنہاں معارف و لطائف سے نا آشنا ہے جب کہ داؤد ظاہری کے مدرسۂ فکر سے ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔

ہم کتاب و سنت کے پیمانوں پر مبنی اجتہاد و درائے کے ہمیشہ قائل رہے ہیں ۔ مزے کی بات یہ ہے کچھ لوگوں نے جب کوئی اعتراض نہ سوجھا تو یہ کہہ کر اپنے دل کو ڈھارس دے لی کہ یہ لوگ جو اہلحدیث کے پُر فخار نام سے موسوم ہیں فہم حدیث اور ذوقِ دین کی لذتوں سے محروم ہیں ۔ تعجب ہے یہ الزام ان لوگوں پر لگایا جاتا ہے ۔ جنہوں نے قرآن و سنت کی روشنی کو چار دانگ عالم میں پھیلایا ۔ جنہوں نے اوّل اوّل سنت و حدیث کی زلف و کاکل کو سنوارا ۔ کتب حدیث کی تدوین ، ترتیب اور تشریح میں اپنی عمریں کھپائیں ۔ یہ طعنہ ان حضرات کو دیا گیا جن کے فیض سے مدینہ سے لے کر اندلس اور حجاز و عراق سے لے کر بخارا و چین تک کے در و بام نہ صرف حکمت نبوی کی تجلیات سے دمک اُٹھے بلکہ ان حضرات کے ذوق و فہم کی ارزانیوں سے پورا عالم اسلامی لبقعۂ نور بن گیا۔

کیا ہم اس لیے عتاب کے مستحق ہیں کہ ہم دین کو چاہتے ہیں اور اس کو ہر طرح کی بدعات و رسوم کی آمیزش سے پاک مبرا رکھنا چاہتے ہیں اور اس حقیقت پر یقین رکھتے ہیں کہ انسانی فلاح و تعمیر اور روحانی تکمیل و تقدیر کے لیے جن لوازم ۔ واجبات اور اقدار کی ضرورت تھی ۔ کتاب و سنت کے دفاتر میں ان سب کو ہمارے لیے فراہم کر دیا گیا ہے ۔ اس لیے دین کے دائرہ سے باہر اور کتاب و سنت کے علاوہ ہر وہ رسم و رواج گمراہی ہے جس کو خواہ مخواہ ہم دین سمجھ کر اختیار کریں حالانکہ وہ دین نہیں ۔ بدعات کے معاملہ میں ہم اس بنا پر زیادہ حساس ہیں کہ ادیانِ عالم کی تاریخ کا ایک ایک ورق شاہد ہے کہ جب تک کوئی مذہب ، مختصر ، ہلکا پھلکا اور اپنے اصولی حدود کے اندر سمٹا رہا ۔ زندہ رہا ۔ پھلتا پھولتا رہا اور قلب و اذہان کی بالیدگی اور نشو و نما کا ضامن رہا ۔ اور جہاں عقیدہ و عمل کی بدعات نے اس کو بھاری اور بوجھل بنا دیا ۔ یہ ناقابل عمل ۔ بے جان اور ٹھس ہو کر رہ گیا۔

یہی وہ حقیقت تھی جس کو حضرت مسیح نے یہودی فقیہوں اور فریسیوں کو ہر چند سمجھانے کی کوشش کی لیکن انھیں نہ سمجھنا تھا نہ سمجھ پائے ۔ پال نے نسبتاً سختی کے ساتھ اسی حقیقت کو یوں بیان کیا کہ بدعات پر مبنی ایسی شریعت بنی نوع انسان کے لیے لعنت ہے ۔ جس میں اور تو سب کچھ ہوتا ہے مگر دین و مذہب کی رُوح اور روشنی نہیں ہوتی ۔ قرآن حکیم نے بدعات کی انہی گراں باریوں کو اصر و اغلال کے الفاظ سے تعبیر کیا ۔ جن سے تہذیب و ارتقا کے قافلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُک جاتے ہیں مگر ہماری شومئی قسمت دیکھیے کہ قرآن حکیم نے جن زنجیروں کو کاٹ پھینکا تھا۔ ہم نے ایک ایک کر کے ان سب کو پھر سے پہن لیا۔

نظریہ ظاہر ہے ممکن ہے ہمارا عقیدہ توحید دلوں میں کھٹکتا ہو۔ مگر اس کے لیے ہم کسی اعتذار کی پناہ نہیں لیں گے۔ بلاشبہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں۔ اس کو اپنا رزاق، مددگار اور حامی وناصر سمجھتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک توحید اصل دین روحِ دین اور ظاہر دین ہی نہیں ہے۔ جو قرآن حکیم کی ایک ایک آیت سے عیاں ہے۔ بلکہ اس کا گہرا تعلق انسانی تجربہ سے بھی ہے۔ ہم ان لوگوں کو جو صدیوں سے غیراللہ کی پرستش میں مشغول چلے آ رہے ہیں۔ دعوت دیتے ہیں کہ وہ احترام و تقدیس کے تمام چھوٹے بڑے مظاہر کو چھوڑ کر ایک مرتبہ۔ یقین و ایمان کے ساتھ اپنے پروردگار سے تعلق پیدا کر کے تو دیکھیں اس سے لَو لگانے کا عزم تو کریں اور اس کی قدرت کاملہ پہ بھروسہ تو کریں۔ پھر اس صورت میں اگر اس کی رحمتیں ان کی رہنمائی نہ کریں۔ ان کی مدد اور نصرت کے عساکر آسمان سے نہ اتریں۔ اسے اطمینان و اذعان کی دولتِ بے پایاں سے مالا مال نہ کریں اور اس عقیدہ میں وہ ایک طرح کی لذتِ خاص کا ادراک نہ کر پائیں تو انہیں اجازت ہے کہ جس آستانے پر چاہیں اپنے کو رسوا و ذلیل کریں۔ اور جس کے آگے چاہیں دامنِ طلب پھیلا کر شرفِ انسانی کو مجروح کریں۔

توحید ہمارے نزدیک صرف ایک دینی عقیدہ ہی نہیں ایک سائنسی حقیقت بھی ہے۔ اگر خدا ایک نہیں ہے تو پھر ہمارے ارد گرد پھیلے ہوئے اس عالمِ رنگ و بو میں قوانینِ فطرت کی یکسانی اور ہم آہنگی کی کوئی عقلی توجیہ ممکن نہیں۔ یعنی اگر اس کائنات کی تہہ میں ایک حکمت، ایک دانش اور ایک قدرتِ کاملہ کی کارفرمائیاں جلوہ گر فرض نہ کی جائیں تو یہ سارا عالم ایک بکھرے ہوئے اور منتشر اجزا پر مشتمل ایسے ڈھیر کی صورت اختیار کرلے جو ہر طرح کے نظام، ترتیب اور منطق سے عاری ہے۔ یہی نہیں پھر نفس زندگی ہی مہمل قرار پائے اور تمام اخلاقی و روحانی قدریں پامال ہو کر رہ جائیں۔ ہم توحید کو بلاشبہ فکر، عقیدہ، عمل اور تجربہ کی ہر سطح پر ایک ایسی حقیقت جان آفریں قرار دیتے ہیں جس سے بے نیاز رہ کر ہم اپنا سب کچھ کھو بیٹھتے ہیں اور اس کو پا کر ہمیں کسی اور چیز کے پانے کی حسرت نہیں رہتی۔

ہاں یہ البتہ صحیح ہے کہ ہم تقلید شخصی کو حق بجانب نہیں ٹھہراتے اور اس چیز پر اکتفا کرتے ہیں کہ دبستانِ رسالت کی شمیم آرائیوں سے براہِ راست مشامِ جاں کو معطر کریں۔ لیکن اس پہ خفا ہونے یا بگڑنے کی کیا بات ہے۔ اگر ہم جمال نبوت کا مشاہدہ قریب ترین فاصلوں سے کرنا چاہتے ہیں تو اس پہ دوسروں کو مجالِ اعتراض کیوں ہو۔ کیا یہ ہر مسلمان کی دلی خواہش و آرزو نہیں ہے کہ طیبہ کی بہار آفرینیوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر کسی آڑ کے نظر و بصر کو تر و تازہ کرے۔ اور وہ آفتاب جو حرا سے نکلا اور فاران پر چمکا۔ اس کی تمازت و روشنی سے جسم کو گرمائے اور دیدہ و دل کے اجالوں کا اہتمام کرے۔ ہمارے نزدیک یہ معاملہ سراسر محبت و عشق کا ہے۔ بحث و جدل کی چیز نہیں لیکن اس کے باوجود داعیات محبت و ترددسے قطع نظر تقلید و عدم تقلید پر ہم شرعی و علمی نقطۂ نظر پر ذرا کھل کر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے قبل کہ زیر بحث مسئلہ کی گہرائیوں کا جائزہ لیں۔ ہمیں مندرجہ ذیل سوالات پر ایک چھلتی ہوئی نظر ڈال لینا چاہیے۔

۱۔ فقہ و تقنین کا عمل کب اور کیوں شروع ہوتا ہے۔

۲۔ ہمارے ہاں فقہائے اسلام کا کیا درجہ و مقام ہے۔

۳۔ فقہ کا اصل مآخذ شریعت سے کس نوع کا تعلق ہوتا ہے۔

۴۔ اصولِ فقہ کیا ہے۔ کیا اس سے تفریع مسائل کا کام لیا جاتا ہے۔ یا فروع کی تائید و اثبات کا۔

۵۔ کیا ایک ہی فقہی نظام تمام ادوار کے لیے کافی ثابت ہو سکتا ہے۔ یا ہر دور کے لیے ہیں اس دور کے تقاضوں کے مطابق ایک نئے فقہی نظام کی ضرورت ہے۔

آئیے سلسلہ وار ان سوالات پر غور کرتے چلیں۔

۱۔ جب کوئی نظامِ حیات یا زندگی کی سمتوں کو ایک خاص رُخ پر ڈالنے والی تہذیب، معرضِ وجود میں آتی ہے اور لوگ اسے بحیثیت ایک نظریہ و اصول کے تسلیم کر لیتے ہیں تو ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ نظام وہ اصول یا تصورات و اقدار، اس معاشرہ کی انفرادی و اجتماعی زندگی کی مشکلات کو حل کریں۔ یعنی ان کو اجمال سے نکال کر تفصیلات میں لائیں اور کلیات پر مشتمل دستور کو جزئیات کا جامہ پہنائیں۔ دوسرے لفظوں میں انہیں زندگی کے ایک خاص سانچہ میں ڈھالیں۔ تاکہ وہ لوگ ایک قوم اور وحدت اجتماعی کی شکل میں کرۂ ارض پر اُبھر سکیں۔ اس مرحلہ پر قوم کے دانشور۔ علماء اور اصحاب فکر و رائے اس تہذیب کی روشنی میں قانونی و شرعی قوانین کو مدون کرتے ہیں تاکہ زندگی کے ہر ہر گوشہ میں اس تہذیب کی چھاپ نمایاں طور پر نظر آئے۔

یہی وجہ ہے یہودیوں نے صرف تورات پر اکتفا نہیں کیا۔ جس میں زندگی کے اصول و ضوابط رقم تھے بلکہ قانونی تدوین کے سلسلہ میں باقاعدہ "تالمود" اور "مشنا" کی ضرورت محسوس کی۔ جن میں اس قانونی تقاضے کی تکمیل کی گئی۔

حضرت مسیح کی تعلیم صرف ایک لفظ "محبت" پر مرکوز تھی۔ مگر اس کے مشمولات کیا ہیں اور انسانی رشتوں میں اس محبت کو کس طرح منتشکل کیا جا سکتا ہے۔ اس سوال کا جواب چرچ نے مہیا کیا۔ اور مسیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد دوسری اور تیسری صدی میں عیسائی علماء نے چرچ کی فقہ کو قریب قریب مرتب کر لیا۔ بات یہودیت یا عیسائیت کی نہیں تاریخ کا یہ ناگزیر تقاضا ہے کہ کوئی بھی تصورِ حیات وہ دینی ہو یا غیر دینی ابتدا میں چونکہ صرف عمومات اور حد درجہ کی سادگی پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس لیے ارتقاء کے مرحلہ میں جب زندگی کی تفصیلات اور سنگینیوں سے دوچار ہوتا ہے تو اسے لامحالہ ایک سے تلے آئین کی احتیاج لاحق ہوتی ہے۔ جس کا تتبع کرکے وہ اپنے لیے ایک طرح کا امتیاز پیدا کر سکے۔ یہ تاریخ کا ایک اٹل قانون و عمل ہے جس سے کوئی بھی نظام یا تہذیب مستثنیٰ نہیں۔

اسلام بھی چونکہ پوری انسانی زندگی کو گھیرے ہوئے ایک ایسے دین و ثقافت کا داعی ہے جس میں جسم کی نشو و نما سے لے کر رُوح کی تعمیر و تنویر تک کی تدبیریں مذکور ہیں۔ اس بنا پر ضروری تھا کہ اس میں بھی ایسے بالغ نظر علماء پیدا ہوتے جو اس کے عمومات کی تشریح کرتے۔ اس کے اجمالات کو فروع و جزئیات کی شکل میں نکھارتے اور اس میں احکام و مسائل پر مشتمل وہ اصول اور پیمانے دریافت کرتے، جن کی روشنی میں فقہ و قانون کی مستحکم عمارت کی بنیاد رکھی جا سکتی۔ تاریخ کا یہی عمل ہمارے ہاں تدوین فقہ کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔ جب ہم فقہ یا سعی تقنین کو تاریخ کا ایک ناگزیر تقاضا ٹھہراتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ یا حضرت امام شافعیؒ پیدا نہ ہوتے اور ایک دنیا سے اپنی خداداد ذہانت کی داد نہ پاتے، جب بھی یہ عمل بہر نوع جاری ہو کر رہتا۔ کوئی نہ کوئی فقیہ اسلام نقشہ زمین پر ضرور اُبھرتا، جو اسلام کو باقاعدہ ایک تہذیبی و قانونی شکل میں پیش کرتا اور بتاتا کہ اسلام صرف چند اقدار اور مسائل ہی کا نام نہیں ہے بلکہ ایسے بچے تلے نظامِ حیات سے تعبیر ہے جس میں زندگی کے ہر ہر گوشہ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور پھر یہ قانون بجائے خود معقول اور قابلِ عمل بھی ہے۔ کوئی دین جس درجہ تکمیل و اتمام کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور اپنے دور میں پیش آنے والے مسائل کا جس درجہ استواری سے حل ڈھونڈتا ہے۔ اسی نسبت سے اس کے بارہ میں حسنِ ظن پیدا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھیے تو فقہ و قانون جہاں کسی قوم کو ایک مربط و مفصل نظامِ حیات پیش کرتا ہے اسی نسبت سے اس کے ذریعہ دنیا میں اس کے تہذیبی مقام کا تعین بھی کرتا ہے۔

فقہ جہاں تاریخ کا ایک ناگزیر تقاضا ہے وہاں ایک دینی و شرعی ضرورت بھی ہے۔ بات یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جو احکام منقول ہیں وہ بہرحال محدود ہیں اور پیش آئند مسائل کا دائرہ غیر محدود، غیر مختتم اور تاریخ کے ساتھ پھیلا ہوا اور وسیع تر ہے۔ اس لیے فقہ کی ضرورت و افادیت کے بارہ میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں یہاں اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ فقہ و تقنین کے عملی تقاضوں کا ہونا ایک بات ہے اور صحیح تر فقہ کا ہونا دوسری بات۔ پہلی بات کا تعلق تاریخ کے ایک ناگزیر تقاضے سے ہے اور دوسری کا تعلق اس بات سے ہے کہ نقطۂ نظر صحیح ہو۔ اصولِ استدلال میں اُلجھاؤ نہ ہو اور قرآن و حدیث کے نصوص سے قرب و اتصال کے رشتے بدرجہ غایت مضبوط اور راسخ ہوں۔

اس مرحلہ پر ہم ایک عامۃ الورود غلط فہمی کا ازالہ ضروری سمجھتے ہیں۔ عام طور پر ہمارے ہاں تاریخ وسیر کی کتابوں میں فقہاء اسلام کو دو خانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اصحاب رائے اور اصحاب حدیث و آثار۔ یعنی فقہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو رائے و قیاس کے پیمانوں سے متعلق ہے اور دوسری وہ جس کا انحصار احادیث رسول اور آثارِ صحابہ پر ہے۔

ہمارے نزدیک یہ تقسیم دو ٹوک نہیں۔ اس لیے کہ جہاں تک اصحاب الرائے کا تعلق ہے۔ ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو قرآن و حدیث کو بطور اوّلین مآخذ استدلال کے تسلیم نہ کرتا ہو۔ اسی طرح جو لوگ فقہ حدیث کے علمبردار ہیں وہ بھی استنباطِ مسائل میں اکثر و بیشتر قیاس و اجتہاد کے لطائف سے استفادہ کرنے سے نہیں چوکتے۔ حتیٰ کہ علامہ ابن حزم جیسے متشدد اور بعض مسائل میں منفرد شخص بھی مجبور رہیں کہ اپنے بعض فقہی استدلالات میں قیاس و رائے کی استواریوں کو کام میں لائیں۔ ان دونوں میں دراصل فرق درجہ کا ہے نوعیت کا نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں اصحابِ حدیث مسائل کی بحث و تمحیص اور تفریع مسائل میں زیادہ تر اور بالعموم وفاتر سنت سے رجوع کو فرض اوّلین قرار دیتے ہیں۔ اصحاب الرائے قیاس و استدلال پر ضرورت سے زیادہ بھروسہ کرتے ہیں لیکن دونوں کی کوششیں آخر آخر میں اس نقطہ اتحاد پر جمع ہوجاتی ہیں کہ بہرحال ان کی تائید میں بھی احادیث و آثار کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ وہ اس درجہ صحیح و مستند نہ ہوں۔ جس درجہ اثبات مسئلہ کے لیے ہونا چاہیے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دونوں میں فرق صرف راجح، مرجوح، راجح، ارجح کا رہ جاتا ہے۔ سنت سے کلیتہً بے نیازی یا انحراف کا ہرگز نہیں۔

ایک اور فرق اصحاب الرائے اور اصحاب حدیث کے اندازِ استدلال سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ اکثر و بیشتر قیاس و رائے کو پیمانہ و معیار قرار دینے سے فقہ جو خالصتاً ایک دینی و روحانی علم ہے، فن کی شکل اختیار کرلیتی ہے اور فن چونکہ استیعاب۔ تفصیل اور پھیلاؤ چاہتا ہے اس لیے اس کا موضوع بحث بسا اوقات ایسے لاطائل اور غیر عملی مسائل بھی بن جاتے جو کبھی واقع نہیں ہوتے اور محض فکر و دانش اور خیال و وہم کے پروردہ ہوتے ہیں۔ عملی اور غیر عملی کے اس فرق کو ہر وہ پڑھا لکھا انسان محسوس کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے جس نے عراقی فقہ کے مزاج اور حجازی فقہ کے مزاج کا بغور مطالعہ کیا ہے۔

یہی نہیں جب فقہ دینی رُوح سے ہٹ کر خالص فن کے سانچوں میں ڈھل جاتی ہے تو پھر اس میں "ابواب حیل" کی گنجائش بھی نکل آتی ہے۔ اور ٹھیٹھ دنیوی قانون کی طرح اس میں ایسے چور دروازوں کی نشاندہی بھی ضروری ہو جاتی ہے۔ جن کے بل پہ بعض فرائض والتزامات سے پہلوتہی آسان ہو جاتی ہے۔

اسلام چونکہ ایک عملی مذہب ہے، اس لیے صحابہؓ، تابعینؒ اور اصحاب حدیث نے رائے اور قیاس کی طرفہ طرازیوں کو صرف اس وقت اور اس حد تک استعمال کیا۔ جب کوئی ضرورت اس کی داعی ہو یا جب کوئی مسئلہ معاشرہ میں واقعی مسئلہ کی شکل اختیار کرلے۔ مسئلہ برائے مسئلہ اور تفریع برائے تفریع ان کے ہاں جائز نہ تھی۔

۲۔ فقہاء کا ہمارے ہاں کیا مقام ہے۔ اس پہ تفصیل سے گفتگو کی ضرورت نہیں ہم ان سب کا بغیر کسی تخصیص کے بدرجہ غایت احترام کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کی بصیرت تقنین، امام مالکؒ کے مرتبۂ فقہی اور امام شافعیؒ کی نظر جامع کا کون انکار کرسکتا ہے۔ ہم ان کی کوششوں کو نہ صرف قدرو منزلت کی نظر سے دیکھتے ہیں بلکہ دیانت داری سے سمجھتے ہیں کہ انہوں نے فکر و دانش کے جن خزائن کو ہمارے لیے چھوڑا ہے۔ ان میں روشنی، بصیرت اور تعمق کے اعلیٰ نمونے اس طرح دمک رہے ہیں جس طرح انگشتری میں نگینے۔

ہم یہ منصفانہ رائے رکھتے ہیں کہ حق ان سب میں دائر و سائر ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی اصحاب رائے و اجتہاد میں حق پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ان میں فرداً فرداً کسی طرح بھی حق منحصر اور سمٹا ہوا نہیں۔ ان سے اختلاف رائے بہرحال ہو سکتا ہے اگر امام محمدؒ ابویوسفؒ اور زفرؒ کے لیے جائز ہے کہ وہ حضرت امام کی راہ سے ہٹ کر ایک رائے قائم کریں تو اصحاب علم و دانش کو یہ کیوں اختیار حاصل نہیں کہ مسائل میں صرف اسی طرز فکر کو تسلیم کریں جو احادیث و سنت سے زیادہ قریب تر ہو۔

یوں بھی اختلاف رائے ایک صحت مندانہ اقدام ہے اس سے نفس مسئلہ اور نکھرتا اور واضح ہوتا ہے اور اگر فقہ و قانون کے دائروں میں اختلاف رائے کے حق کو تسلیم نہ کیا جائے تو اس کا فروغ وارتقاء رُک جائے گا اور نظام جمود کا شکار ہو کر رہ جائے گا جس طرح فلسفہ میں تشکیک سے تحقیق کے نئے دریچے کھلتے ہیں اسی طرح فقہ میں اختلاف رائے کی بدولت زندگی اور نمو کی صلاحیتیں نسبتاً زیادہ پنپتی ہیں

۳۔ فقہ کا اصل مآخذ شریعت ہے۔ رشتہ و تعلق کی نوعیت کیا ہے اس سوال کا جواب دشوار نہیں۔ اس حقیقت سے تمام اہل علم اچھی طرح آگاہ ہیں کہ مآخذ کی حیثیت سے شریعت بہرحال قرآن و حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کو کہا جا سکتا ہے جو دونوں مل کر ایک کل ہیں - فقہ اس کا محض ایک حصہ یا جزء ہے جس کا تعلق تہذیبی و تمدنی مسائل کی توجیہ و تعبیر سے ہے یوں سمجھیے کہ قرآن و حدیث متن ہے - اصل دین ہے مزید براں جامع ہے اور فکری و عملی زندگی کے تمام تر پھیلاؤ کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے جب کہ فقہ کا دائرہ کار چند سو یا چند ہزار مسائل تک محدود اور سمٹا ہوا ہے -

اگر تجزیہ کی یہ صورت صحیح ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ فقہ پورا دین نہیں - اصل استناد و حجیت کا ملہ صرف قرآن و حدیث کے نصوص و تصریحات کو حاصل ہے - لہٰذا فقہ کا کوئی مسئلہ اسی صورت میں در خور اعتناء ہو سکتا ہے جب اصل مآخذ سے اس کا رشتہ گہرا، واضح اور قریب تر ہو - اصول فقہ کو ہیں قانون کی منطق یا فلسفہ سے تعبیر کرتا ہوں جس کے ذریعہ ہم یہ جان پاتے ہیں کہ اسلام میں احکام و مسائل کے پس پردہ کون فکری پیمانے کارفرما ہیں اور کون فلسفہ ان مسائل کی تصحیح و اثبات کے سلسلہ میں کسوٹی اور معیار کی حیثیت رکھتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ شرعی احکام و مسائل کے باب میں پہلے ہی قدم پر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا تعلق عقل و دانش، مصلحت و استحسان اور قیاس و دانائی کی استواریوں سے ہے - ان میں تحکم اذعانیت اور زیر دستی ہرگز نہیں -

۴ - یہ علم خالصتًا مسلمان فقہا کی اختراع ہے اور اس پر ہمیں فخر ہے - رومیوں نے بلاشبہ دنیا کو قانون کی اہمیتوں سے آگاہ کیا - یہودیوں اور ایرانیوں نے بھی نوع انسان کے لیے قانون کی تشکیل کی مگر قانون کے ان دساتیر میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ ان کی بنیاد کن اصولوں پر قائم ہے اور یہ کہ یہ اصول کس حد تک معقول اور صحیح ہیں - یہ فخر فقہاء اسلام کو حاصل ہے کہ انہوں نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی - لیکن اس کے باوجود ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم اصولِ فقہ پر ایک تنقیدی نظر ڈالیں - اس میں دو طرح کی خامیاں واضح پائی جاتی ہیں موجودہ صورت میں یہ فن ہمارے نزدیک مزید توجہ، تحقیق اور تفحص کا طالب ہے - بات یہ ہے کہ ایک نمایاں نقص تو اس میں یہ ہے کہ اس کی وضع و ترتیب میں اوّل روز سے جو غرض و غایت پنہاں رکھی گئی وہ معروضی نہیں مناظرانہ ہے - شوافع نے مالکیہ اور احناف کو شکست دینے کے لیے کچھ اصول وضع کیے اور احناف نے جواب آں غزل کے طور پر شوافع اور مالکیہ کی تردید میں اپنے اصولوں کی نشاندہی کی اس کا کھلا ہوا ثبوت وہ تناقص اور عدم استواری ہے جو اصول فقہ میں جا بجا نظر آتی ہے یعنی حضرات احناف و شوافع ایک یا چند مسائل کو حق بجانب ثابت کرنے کی غرض سے ایک اصول کی آڑ لیتے ہیں اور آگے چل کر چند دوسرے مسائل میں اسی اصول کو خود ہی توڑ دیتے ہیں اور ان کے اثبات کے لیے کچھ دوسرے اصول وضع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لیتے ہیں۔

مروجہ اصول فقہ میں دوسرا نقص یہ ہے کہ یہ فن ابھی ارتقاء کے ان آفاقی حدود میں داخل نہیں ہوا جس میں موجودہ عصر، موجودہ تاریخ اور موجودہ پیچیدہ صنعتی حالات کو پیش نظر رکھ کر تہذیب کے دھارے کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے اور مناظرانہ تنگ نظری سے نکل کر وسیع اور کشادہ تر فضا میں سانس لیا جا سکتا ہے۔

۵۔ اصولِ فقہ اور فقہ کو ہم اس سطح پر دیکھنے کے آرزومند ہیں کہ یہ انسانی فقہ بن جائے اور ان تمام مسائل کے حل وکشود کا ذریعہ قرار پائے۔ اس وقت جو پورے عالم انسانی کو درپیش ہیں۔ ان معروضات سے ظاہر ہے کہ فقہ کا کوئی ایک مدرسہ فکر جس کو ایک خاص تاریخی ماحول میں وضع کیا گیا اس غرض کی تکمیل کے لیے کافی نہیں ہو سکتا۔ معاشرہ چونکہ ہر آن متحرک ہے اور اس میں ثبات کے بجائے تغیر پیہم کا قانون جاری وساری ہے اس لیے ان مدرسہ ہائے فکر کے علاوہ ہمیں قرآن وحدیث کی روشنی میں اجتہاد وتازہ کاری کے ایسے نمونوں کی ضرورت ہے جن سے ہم اس دور میں استفادہ کر سکیں اور تہذیب وتمدن کے لیے نئے دبستان کی داغ بیل ڈال سکیں۔ اس اجتہاد وتازہ کاری کے لیے ہمیں ماضی کے ان ذخائر سے مدد لینا ہے اور اس سلسلہ میں ہمیں امام ابوحنیفہ رح کی ژرف نگاہی، امام مالک رح کا نظریہ مصالح اور محدثین کی اصابت رائے کو جو قرآن وحدیث پر مبنی ہے۔ کو نظرانداز نہیں کر سکتے۔ ہمیں ان پرانے ذخائر کو .... نئی آب وتاب اور نئے رنگ وروغن کے ساتھ آراستہ وپیراستہ صورت میں پیش کرنا ہے یہ وقت کا اہم تقاضا ہے جسے باہم مل جل کر خالص علمی سطح پر ہمیں ادا کرنا ہے اہلحدیث علماء اور دانشوروں کو چاہیے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ اس باب میں اپنی روایات سابقہ کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور کتاب وسنت کی روشنی میں ایک نئی فقہ، نئے نظام حیات اور نئے اسلوب فہم کی طرح ڈالیں۔

میں سمجھتا ہوں ان معروضات کے بعد تقلید وعدم تقلید کی بحثوں میں مزید اُلجھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ سوال اس دور کے تقاضوں کا ہے۔ ماضی کے مناقشوں اور جھگڑوں کا نہیں۔ آخر میں میرے نزدیک اہل حدیث کے ایک معاکسہ پر اس بحث کو ختم سمجھنا چاہیے یعنی ہم بیک سانس دو چیزیں چاہتے ہیں۔ اوّل یہ کہ ہم اپنے کو اس مبارک دور میں لے جائیں جب قرآن نازل ہوا۔ جب سنت واسوۂ رسول کی تابناکیوں نے صحابہ کے قلب وذہن کو مستنیر ومنور کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوم یہ کہ پھر اس مبارک عصر اور قرآن و سُنّت کے ان اُجالوں کو اس دَور فتن میں منعکس کریں ـــ تاکہ ـــ ہمیں معلوم ہو کہ اس دَور کی تاریکیوں کو کیونکر ضیاء تابش کے نئے فانوسوں میں بدلا جا سکتا ہے۔

هذا من عندي والله اعلم بالصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

قال الله تعالیٰ : ان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله۔

مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کی کتاب اختلاف اُمت اور صراط مستقیم حصّہ اوّل (مطبوعہ ہند شائع کردہ مکتبہ حجاز دیوبند ضلع سہارن پور (ہند) کے صرف دس صفحے جو مسلک اہلحدیث سے متعلق غلط تاثرات پر مبنی ہیں ان دس صفحات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

دُوسرے حصّہ میں زیادہ صفحات ہیں ان کا جائزہ بھی انشاء اللہ جلد پیش کر دیا جائے گا۔

اخوکم فی اللہ

ابو المنہال شاغف بہاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

یہ مضمون جو مولانا شاغف بہاری صاحب نے مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کی کتاب کا جائزہ لیا ہے جس کا نام اختلاف اُمت اور صراط مستقیم رکھا ہے یعنی اختلاف کا ذکر پہلے کیا ہے پھر صراط مستقیم تلاش کرنے کی کوشش کی گئی حالانکہ پہلے صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا دین تھا۔ جس کی اتباع کا تمام اُمت کو حکم تھا اور اختلافات بعد کی پیداوار ہوتے ہیں جن سے بچنے کا حکم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ الآیۃ۔ اس کی تفسیر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی آپ نے ایک خط کھینچا پھر دو خط دائیں دو بائیں اس طرح کھینچے ــــ ـ ـ ـ ـ پھر درمیان والے خط پر اُنگلی رکھ کر یہی آیت تلاوت فرمائی کہ یہی میرا .... سیدھا راستہ ہے اسی کی پیروی کرنا اور دوسرے راستوں کی طرف نہ مڑ جانا کیونکہ وہ تمہیں صراط مستقیم سے دُور لے جائیں گے۔ یعنی رسول اللہ اور آپ کا لایا ہوا دین پہلے ہے اور بعد آنے والے دوسروں راستوں پہ چل کر صراط مستقیم سے دُور جا پڑے۔ لیکن چونکہ لدھیانوی صاحب تفرقہ کے اندھیرے راستہ پر چلتے رہے اس لیے وہ راستہ نہ پا سکے اور بے ساختہ ان کے منہ سے اختلاف ہی اختلاف کے لفظ نکل رہے ہیں۔

دوسرے حصہ میں چونکہ سارے اختلافی مسائل بیان ہیں اس لیے نام کے ساتھ اس کی وضاحت بھی کر دی "یعنی فروعی مسائل میں مسلک اعتدال" اعتدال کا معنی ہوتا ہے میانہ روی یعنی بین بین صلح کی راہ لیکن لدھیانوی صاحب نے تو صرف حنفیت ہی بیان کی ہے اور کسی جگہ بھی کسی دوسرے مسلک کو قبول نہیں کیا۔ ویسے مسلک اعتدال کی بجائے لفظ مسلک اعتزال لکھ دیتے تو زیادہ موزوں ہوتا کیونکہ اپنے مسلک سے ٹس سے مس ہونے کو تیار نہیں ہیں دُوسرے لفظوں میں انھیں صرف حنفیت ہی اعتدال پر نظر آئی۔ چنانچہ جناب شاغف صاحب نے دُوسرے حصہ میں ان کی اعتزال کی روش کو بھی ظاہر کیا ہے۔ ابھی فی الحال پہلے حصہ کی جو کہ صرف تقلید پہ ہے اس کا جائزہ لیا ہے اور دوسرے حصہ میں قسط وار سارے مسائل آ رہے ہیں۔

(ادارہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ الذی وحدہ فی جمیع صفاتہ ، والصلاۃ والسلام علی من لا مطاع بعدہ ، وصلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ۔

چند ایام قبل ایک دوست کے ذریعہ کتاب "اختلاف اُمت اور صراط مستقیم" حصہ دوم ، از مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی میرے ہاتھ لگی ۔ مطالعہ کے بعد خیال ہوا کہ اس کتاب میں کچھ باتیں ایسی ہیں جو اُمت مسلمہ کے لیے باعث گمراہی بن سکتی ہیں ۔ لہٰذا اس کا جائزہ لینا ضروری خیال کیا ۔ چنانچہ ۴۰ صفحے کا جائزہ سے کر فارغ ہوا ۔ پھر خیال آیا کہ اس کا پہلا حصہ بھی دیکھنا چاہیے ۔ لہٰذا تلاش کے بعد اس کا پہلا حصہ بھی دستیاب ہوا ۔ ایک نظر ڈالنے پر معلوم ہوا کہ اس کتاب میں صرف دس صفحے یعنی ۲۵ سے ۳۵ تک حنفی وہابی اختلاف کے عنوان سے جو مذکور ہے اس کا تعلق مسلک اہلحدیث سے براہ راست ہے اس لیے ان ہی دس صفحات کا جائزہ لینا ضروری سمجھا گیا اور آئندہ صفحات میں ان ہی دس صفحات کا جائزہ پیش خدمت ہے ۔ اور اس جائزہ کا مقصد محض حمایت حق اور تردید باطل ہے ۔ دُوسرے حصہ میں قابل اعتراض زیادہ صفحات ہیں اس لیے ان کا جائزہ لیا جائے گا ۔ وما توفیقی الا باللہ وعلیہ توکلت والیہ ۔

نوٹ : لدھیانوی صاحب کی عبارت نقل کرنے سے پہلے لفظ حنفی ہوگا اور اس پر جو کلام ہوگا اس سے قبل لفظ اہلحدیث :۔

حنفی

حنفی وہابی اختلاف : دوسرا اختلاف جس کے بارے میں آپ نے دریافت فرمایا ہے وہ "حنفی وہابی اختلاف" ہے اور آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان میں سے حق پر کون ہے ؟ اس اختلاف کی نوعیت سمجھنے کے لیے چند امور کا سمجھ لینا ضروری ہے ۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اُمت میں "نظریاتی اختلاف" تو بلاشبہ ایک فتنہ ہے ، مگر فروعی مسائل میں " اجتہادی اختلاف " نہ صرف ایک ناگزیر اور فطری چیز ہے ۔ بلکہ بارشاد نبوی ، یہ اُمت کے لیے ایک رحمت ہے ۔ بشرطیکہ اس میں شدت کا نقطہ لگا کر اسے "زحمت" میں تبدیل نہ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا جائے۔ صـ۴۵

اہلحدیث سوال میں یہ معلوم کیا گیا ہے کہ حق پر کون ہے؟ اسی کا جواب دس صفحات پر پھیلا کر دیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "حنفی حق پر ہیں اور اہلحدیث گمراہی میں مبتلا ہیں"

لدھیانوی صاحب نظریاتی اختلاف کو فتنہ قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا اس نظریاتی اختلاف کا یہاں خلاصہ پیش کرنا ضروری خیال کرتا ہوں تاکہ علیٰ وجہ البصیرت آگے آنے والی باتیں سمجھی جا سکیں خود صاحب موصوف نے جیسا کہ یہاں واضح کیا ہے صـ۱۲ سے صـ۱۶ تک نظریاتی اختلاف کو بیان کیا ہے اسی کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت میں نظریاتی اختلاف کے رُونما ہونے کی پیشگوئی فرمائی:۔

۲۔ آپ نے اس اختلاف کو ناپسند فرمایا اور سوائے ایک جماعت حقہ کے باقی سب کو دوزخ کی وعید سنائی۔

۳۔ آپ نے اس اختلاف میں حق و باطل کو پہچاننے کا معیار یہ معین فرمایا کہ جو آپ کے لائے ہوئے طریقہ اور صحابہ کی روش پر ہو وہ حق پر ہوگا۔

۴۔ آپ نے ان تمام امور کو جو دین کے نام پر بعد میں ایجاد کیے گئے بدعت فرمایا۔

۵۔ آپ نے ایجاد بدعات کی علت غلط خواہشات کی پیروی کو قرار دیا۔

۶۔ آپ نے اپنی اُمت کو ہدایت فرمائی کہ ایسے وقت میں آپ کی سنت اور خلفائے راشدین کے طریقہ پر سختی سے قائم رہیں۔

یہ وہ چھ نکات ہیں جو بقول لدھیانوی صاحب نظریاتی اختلاف پر حاوی ہیں۔ اب اگر ہم غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ حسب پیشگوئی وہ ناپسندیدہ نظریاتی اختلاف اُمت میں رُونما ہوا۔ اور جن لوگوں نے اپنی نسبت ان نظریاتی اختلاف کے ساتھ جوڑ لی وہ جماعت حقہ سے جُدا ہوگئے۔ چونکہ آپ نے حق و باطل کی پہچان کا معیار معین فرمایا ہے یعنی جو آپ کے لائے ہوئے طریقہ یعنی کتاب و سنت اور صحابہؓ کی روش پر ہوتا۔ پس اس سے بالوضاحت معلوم ہوگیا کہ جس کا انتساب ان مختلف نظریاتی فرقوں سے نہ ہو وہی حق پر ہے۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ اس وقت جو مختلف فرقے مثلاً حنفی وغیرہ ہیں یہ فروعی و اجتہادی اختلاف کی وجہ سے وجود میں نہیں آئے ہیں .... بلکہ نظریاتی اختلاف کی وجہ سے وجود پذیر ہیں اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین وغیرہ فروعی اختلاف کے باوجود مختلف فرقوں میں منقسم نہ ہوئے لہٰذا صحابہ کے بعد جو فرقے بنے وہ یقینی طور پر نظریاتی اختلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حامل ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد جو چیزیں دین کے نام پر وجود میں آنے والی ہیں انہیں بدعت سے تعبیر فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ بدعات کی وجود میں آنے کا سبب غلط خواہشات کی پیروی ہے پس آپ کے بعد جو فرقے پیدا ہوئے چاہے وہ کسی کے نام پر ہوں وہ بدعتی فرقے ہیں اور وہ غلط خواہشات کی وجہ سے وجود پذیر ہوتے ہیں ان سے علیحدہ رہنا اور سنت کی پیروی اختیار کرنا ہی خلفائے راشدین کا طریقہ ہوا اور یہی طریقہ اہلحدیث ہے۔ فافہم وتدبر۔

تنبیہ: لدھیانوی صاحب نے فروعی اختلاف کو رحمت قرار دیا ہے اور اسے بارشاد نبوی بتایا ہے اس سلسلہ میں "اختلاف امتی رحمۃ" ایک روایت مختلف طرق والفاظ سے بیان کی جاتی ہے۔ یہ روایت بجمیع طرق انتہاء درجے کی ضعیف بلکہ موضوع و باطل روایت ہے جس کی کوئی اصل نہیں اور صریح آیات قرآن کے خلاف ہے۔

حنفی

(۲) آپ یہ بھی معلوم کر چکے ہیں کہ جن اکابر امت کو ائمہ اجتہاد تسلیم کیا گیا ہے وہ نہ صرف قرآن وسنت کے ماہر تھے بلکہ بعد کی پوری امت سے بڑھ کر شریعت کے نکتہ شناس تھے، علم وفضل، دیانت وامانت، فہم وبصیرت، زہد وتقوے اور خدا شناسی میں ان سے بڑھ کر کوئی شخص اس امت میں پیدا نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ جن بزرگوں کو علم کے بڑے بڑے پہاڑ اور کشف والہام کے بڑے بڑے دریا کہا جاتا ہے وہ سب ان ائمہ اجتہاد کے پیروکار تھے۔ ایسے باکمال بزرگوں کا ان کی پیروی کرنا ان کے بلندئ مرتبہ کی دلیل ہے۔

ص۲۵، ۲۶

اہلحدیث

یہاں انتہا درجے کا مبالغہ ہے۔ جناب ان ائمہ اجتہاد سے قبل تابعین کرام گزرے ہیں وہ ان تمام صفات میں ان سے بڑھے ہوئے تھے خصوصاً فقہاء سبعہ بلکہ تسعہ یعنی مدینہ طیبہ کے ۹ نامور فقہاء جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ۱۔ حضرت سعید بن المسیبؒ (۲) حضرت عروہ بن زبیرؒ (۳) حضرت خارجہ بن زیدؒ (۴) حضرت عبیداللہ بن عبداللہ (۵) حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر (۶) حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن (۷) حضرت سلیمان بن یسار (۸) حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن (۹) حضرت سالم بن عبداللہ۔ یہ حضرات ان ائمہ سے کہیں بڑھ چڑھ کر ان صفات میں معروف ومشہور ہیں کتب سیر وتاریخ کی ورق گردانی کر لیجیے۔

ائمہ اربعہ کے بعد بھی ایسے کاملین مثلاً امام بخاری وغیرہ موجود ہیں۔

ان سے بھی قبل صحابہ کرامؓ اور ان میں بھی جو صاحب فتوے ہیں خصوصاً خلفائے راشدین خلفائے اربعہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ جن کے مقابلہ میں ان ائمہ اربعہ کو کھڑا کیا گیا ہے۔ یہ ان ائمہ سے ان مذکورہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفات میں کئی گنا زیادہ بڑھ چڑھ کر تھے لہٰذا یہ کہنا کہ ان سے بڑھ کر کوئی شخص اس اُمت میں پیدا نہیں ہوا، جھوٹ ہی نہیں بلکہ سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ ان ائمہ سے قبل اور بعد ایسے اشخاص پیدا ہوئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ بڑے بڑے اولیاء اللہ علماء وغیرہ نے انہی کی تقلید کی ہے۔ یہ بات بھی صحیح نہیں۔ جہاں ان کی تقلید کرنے والے موجود ہیں وہاں ان کی تقلید سے انکار کرنے والے بڑے بڑے کاملین بھی موجود ہیں۔ مثلاً امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور جمیع محدثینؒ بلکہ ان سے قبل امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ دونوں ہم عصر ہیں لیکن ان میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے کی تقلید نہیں کی، پھر ان کے بعد امام شافعیؒ جو امام مالکؒ کے شاگرد ہیں لیکن امام شافعیؒ ان کے مقلد نہیں۔ گویا ہر زمانے میں بندگانِ خدا ایسے پائے جاتے ہیں جو ان تقلیدی بیماریوں سے الگ رہتے ہوئے کتاب و سنت کی براہِ راست پیروی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اسی کی دعوت دیتے ہیں۔

حنفی

(۳) ائمہ اجتہاد بہت سے اکابر ہوئے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے اُمت کے سوادِ اعظم کو چار بزرگوں کے اجتہاد پر جمع کر دیا ہے یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ۔

چوتھی صدی کے بعد جتنے اکابر علماء و مشائخ ہوئے ہیں وہ سب انہی چار میں سے کسی ایک کے پیرو تھے۔ گویا پوری اُمت کے ارباب علم و فضل اور ارباب قلوب و مکاشفہ ان اکابر کی قیادت و سیادت پر متفق ہیں اور کوئی قابلِ ذکر عالم اور بزرگ ایسا نہیں ملے گا جو ان میں سے کسی ایک کا متبع نہ ہو۔ ص ۲۶

اہلحدیث

یہاں بھی مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ بیشک چوتھی صدی کے بعد حکومت کے زور سے لوگوں کو مجبور کیا گیا کہ ان ہی چاروں میں سے کسی ایک فرقے کو اختیار کریں۔ مقریزی کی الخطط اور دوسری کتب تاریخ و سیر کے صفحات سے اہل علم واقف ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہر جگہ ایسے لوگ موجود رہے ہیں جو ان چاروں سے علاوہ کتاب و سنت و صحابہ کی روش پر عمل پیرا رہے۔

اب میں آپ کو تاریخ و سیر سے چند قابلِ ذکر علمائے کرام کے اسماء مع تاریخ وفات بتاتا ہوں جو ان ائمہ کی تقلید سے ہمیشہ بری رہے ہیں۔

۱- حافظ محمد بن علی ساحلی م ۴۴۱ھ (۲) ابومحمد علی بن حزم م ۴۵۶ھ

۳- ابوعبداللہ محمد بن نصر الحمیدی م ۴۸۸ھ (۴) ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی م ۵۰۷ھ

۵- رزین بن معاویہ ابوالحسن العبدی م ۵۳۵ (۶) ابوزرعہ طاہر بن محمد م ۵۶۶ھ

www.KitaboSunnat.com

٧- ابوالعباس بن الرومیہ الاموی م ٦٣٧ھ (٨) صاحب القاموس فیروز آبادی م ٨١٧ھ

٩- صالح بن محمد حمیدی م ١١٠٨ھ (١٠) محمد بن اسماعیل امیر یمانی م ١١٨٢ھ

یہ دس نام ہم نے کتب تاریخ و سیر سے پیش کیے ہیں اگر ایک دو نام بھی پیش کیے جائیں تو جھوٹ کا پول کھول دیتا، مگر یہ مشتے نمونہ از خروارے دس نام ہیں اگر اللہ نے زندہ رکھا تو کتب رجال سے ایک کتاب طبقات علمائے اہلحدیث کے نام سے جمع کر دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حنفی

٤- ان بزرگوں کا بہت سے فروعی مسائل میں اختلاف بھی ہے، مگر اپنی اپنی جگہ سب حق پر ہیں اس لیے شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کے لیے ان میں سے جس کے اجتہاد کی بھی پیروی کی جائے صحیح ہے، مگر ان میں سے کسی کی بے ادبی و گستاخی جائز نہیں۔ کیونکہ کسی عالم کی گستاخی دراصل علم کی توہین ہے۔ اور علم شریعت کی بے حرمتی بارگاہِ خداوندی میں ناقابلِ معافی ہے۔ صہ ٢٦

اہلحدیث

صرف اختلاف ہی نہیں بلکہ حلال و حرام کا فرق ہے کتب فقہ و شروحات احادیث و تفاسیر پڑھنے والے جانتے ہیں، مثالیں نقل کروں تو طول ہوگا اور عوام کو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں اس بات سے تمام اہلحدیث متفق ہیں کہ ان اختلافات کی وجہ سے کسی کو بُرا نہ کہا جائے اور اس کا ثبوت اہلحدیث علماء کی تصانیف سے دیا جا سکتا ہے۔ لیکن لدھیانوی صاحب چاہیں تو میں کتب فقہ، اصول فقہ، اور عقائد وغیر کتب حنفیہ سے ائمہ ہی نہیں بلکہ صحابہ کرام کی شانوں میں توہین آمیز کلمات بتا سکتا ہوں۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔

حنفی

٥- شریعت مطہرہ کا بیشتر حصہ وہ ہے جس پر یہ چاروں امام متفق ہیں اور بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ان چار بزرگوں کا کسی مسئلہ پر اتفاق کرنا "اجماعِ اُمت" کی علامت ہے۔ یعنی جس مسئلہ پر ائمہ اربعہ متفق ہوں سمجھ لینا چاہیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک کی پوری اُمت اس پر متفق چلی آئی ہے ___ اس لیے ائمہ اربعہ کے اتفاقی مسئلہ سے باہر نکلنا جائز نہیں ___ میں اس کی مثال یہ دیا کرتا ہوں کہ پاکستان کے چاروں ہائی کورٹ قانون کی جس تشریح پر متفق ہو جائیں وہی قانون کی صحیح اور مسلمہ تعبیر ہوگی۔ اور کسی ایسے شخص کو جو قانونِ پاکستان کا وفادار ہو، اس متفقہ تشریح کے خلاف قانون کی تشریح کرنے کا حق نہیں ہوگا، اور اگر کوئی شخص ایسی حماقت کرے گا تو اس کی تشریح پاکستان کے کسی شہری کے لیے لائق تسلیم نہیں ہوگی۔ ٹھیک اس طرح سمجھنا چاہیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ائمہ اربعہ، اُمت اسلامیہ کے چار ہائی کورٹ ہیں، ان کی حیثیت واضع قانون کی نہیں - بلکہ قانون کے شارح کی ہے - اور ان کی متفقہ تشریح سے انحراف کا کسی کو حق نہیں ہے -

(صفحہ ۲۶، ۲۷)

اھلحدیث ائمہ اربعہ کسی مسئلہ پر متفق ہوں وہ اگر اجماع اُمت کی علامت ہے تو سب سے پہلے ائمہ کے مقلدین خصوصاً حنفیہ اس کے مخالف ہیں، مثال کے طور پر دو مسئلہ جس پر ائمہ اربعہ متفق ہیں لیکن مقلدین اس کے منکر ہیں - اِلّا ماشاء اللہ -

۱- تقلید سے ائمہ اربعہ نے منع فرمایا ہے -

الف : امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں :- حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی -
میزان شعرانی صفحہ ۳۸، یعنی میری بات کی دلیل (قرآن و حدیث سے) جس کو معلوم نہ ہو اسے میرے کلام پر فتوے دینا حرام ہے -

درمختار میں ہے :- اذا صح الحدیث فھو مذھبی ان توجد لکم دلیل فقولوا بہ
درمختار ج ۱ صفحہ ۵ - یعنی صحیح حدیث سے جو مسئلہ ثابت ہوجائے وہی میرا مذہب ہے - اگر تم کو کوئی دلیل قرآن و حدیث میں مل جائے تو اسی پر عمل کرو اور اسی پر فتوے دیا کرو -

ب - امام مالکؒ فرماتے ہیں :- انما انا بشر اُخطی و اُصیب فانظروا فی رأی فکل ما وافق الکتاب والسنۃ فخذوہ وکل مالم یوافق فاترکوہ - (ایقاظ طبع ہند صفحہ ۱۰۲) اے لوگو! میں ایک انسان ہوں کبھی میری بات ٹھیک ہوتی ہے اور کبھی غلط، تم میری اس بات کو تول لو جو کتاب و سنت کے مطابق ہو اور جو خلاف ہو اس کو چھوڑ دو -

شاہ ولی اللہ صاحب نقل فرماتے ہیں :- مامن احد الا وماخوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - الانصاف صفحہ ۱۳، عقد الجید صفحہ ۸
یعنی امام مالک فرماتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ایسا نہیں کہ اس کی تمام باتیں قبول کی جائیں، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے - یعنی دوسروں کی باتوں میں غلطی کا ہونا ممکن ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں صد فی صد سچی اور حق ہیں لہٰذا ماننے کے قابل صرف آپ ہی کی بات ہے -

ج - امام شافعیؒ فرماتے ہیں :- اذا صح الحدیث فھو مذھبی واذا رأیتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا بکلامی الحائط - (عقد الجید صفحہ ۱۸) یعنی

www.KitaboSunnat.com

صحیح حدیث میں جو کچھ ہے وہی میرا مذہب ہے جب تم میرے کلام کو حدیث کے خلاف پاؤ تو حدیث پر عمل کرو۔ اور میرے قول کو دیوار پر دے مارو۔

نیز آپ فرماتے کہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جب بھی کسی کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہو جائے اس شخص کے لیے اس سنت کو چھوڑ کر اوروں کے قول پر عمل کرنا حرام ہے (اعلام ج ۲ ص۳۶۱۔ الایقاظ ص۵۸)

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ: لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام۔ عقد الجید ص۸۱

(یعنی اللہ و رسول کے مقابلہ میں کسی کا کلام کوئی حقیقت نہیں رکھتا)

شاہ ولی اللہ صاحب مزید نقل فرماتے ہیں: لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا الثوری وخذوا الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ عقد الجید ص۸۱

یعنی امام احمدؒ نے فرمایا خبردار ہرگز ہرگز نہ میری تقلید کرنا نہ امام مالکؒ کی نہ اوزاعیؒ کی نہ سفیان ثوریؒ کی بلکہ جہاں سے یہ بزرگ احکام لیا کرتے تھے وہیں سے تم بھی لیا کرو یعنی قرآن وحدیث سے۔

یہ ائمہ اربعہ کے اقوال ہیں جو تقلید شخصی کی تردید کرتے ہیں گویا ائمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ تقلید حرام ہے۔ اور بقول شاہ ولی اللہؒ یہ اجماع امت کی علامت ہے اب مقلدین ہی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر فرمائیں کہ اس اجماع کی وہ مخالفت کیوں کرتے ہیں خصوصاً حنفیہ جب کہ ان کی مذہبی کتابوں میں مثلاً فتح القدیر ج ۳ ص۲۴۷ میں شیخ ابن الہمام فرماتے ہیں:۔ فلا دلیل علی وجوب اتباع المجتہد المعین بالزامہ نفسہ ذالک قولا او نیۃ ۔یعنی کسی ایک ہی مجتہد اور امام کی ہر ایک بات اپنے اوپر لازم اور واجب کر لینے کی قطعاً کوئی دلیل نہیں ہے۔

۲۔ دوسرا مسئلہ جس پہ ائمہ اربعہ متفق ہیں۔ عقائد ہے تمام عقائد کی کتابیں اس پر متفق ہیں کہ ائمہ اربعہ عقائد کے معاملہ میں تفویضی تھے لیکن امام احمدؒ کے مقلدین کے علاوہ ائمہ ثلاثہ کے مقلدین نے اپنے امام کا یہ عقیدہ چھوڑ کر تاویلی عقیدہ جو بعد میں آنے والے متکلمین جیسے اشعری، ماتریدی وغیرہ نے بیان کیا ہے اسے قبول کرتے ہیں۔ اب ان ائمہ ثلاثہ کے مقلدین سے عموماً اور امام ابو حنیفہؒ کے مقلدین سے خصوصاً یہ سوال ہے کہ اس اجماعی عقیدہ کو کیوں چھوڑا گیا ہے۔ اور اس کو چھوڑنے کی وجہ سے آپ حضرات اجماع کے منکر ہوئے یا نہیں؟

لدھیانوی صاحب آپ ہائی کورٹ کی مثال بیان کر کے بڑے خوش نظر آتے ہیں اور غالباً احباب نے بھی خوب داد دی ہوگی۔ لیکن جناب کو معلوم ہونا چاہیے کہ پاکستان میں اس وقت چار کے بجائے آٹھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہائی کورٹ ہیں یعنی یہاں بھی آپ کا علم ناقص ہے۔ پھر پاکستان کا ایک معمولی شہری بھی یہ حق رکھتا ہے کہ ان چاروں نہیں بلکہ آٹھوں ہائی کورٹ کی تشریح کو سپریم کورٹ تک لے جائے اور وہاں سے جو فیصلہ آخری اور حتمی ہوگا۔ معلوم ہوا کہ قانون کی تشریحات میں یہ ہائی کورٹ چار ہوں یا آٹھ سب سے غلطی کا امکان ہے اس لیے ان سب کے اوپر ایک آخری عدالت قائم ہے جسے سپریم کورٹ کہا جاتا ہے۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ پاکستان کا ہر شہری یہ حق رکھتا ہے کہ اگر کسی فیصلہ میں شبہ ہو جائے تو ان ہائی کورٹوں کے فیصلہ کو چیلنج کرے اور سپریم کورٹ تک لے جائے۔ اس سے نہ تو وہ پاکستان کا غدار کہلائے گا اور نہ ہی انکار قانون کی دفعہ اس پر عائد ہوگی۔ بلکہ صحیح معنی میں قانون کا ماننے والا اور قانون کی صحیح تعبیر و تشریح چاہنے والا کہلائے گا۔

یہ تو علمی شعبدہ بازیوں کا جواب ہوا۔ ورنہ ہائی کورٹ کی مثال صحیح ہے ہی نہیں کیونکہ ان ائمہ کی حیثیت ہائی کورٹ کی نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہائی کورٹ بنانے کا اختیار پبلک کو نہیں بلکہ حکومت کو ہے۔ لہذا کتاب و سنت سے آپ ائمہ کی حیثیت ہائی کورٹ کی ثابت کر دیں تو پھر یہ مثال پیش کریں لیکن اس کے بعد بھی سپریم کورٹ ان پر قائم رہے گا۔

حنفی | اس تمہید کے بعد گذارش ہے کہ "حنفی وہابی اختلاف" دو قسم کا ہے۔ ایک تو چند فروعی مسائل کا اختلاف ہے، مثلاً نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ کتنا ہونا چاہیے؟ رفع یدین کیا جائے یا نہیں؟ وغیرہ۔

ان مسائل کی تعداد خواہ کتنی زیادہ ہو میں ان کو فروعی اختلاف سمجھتا ہوں اور دونوں فریقوں میں سے جس کی جو تحقیق ہو اس کے لیے اسی پر عمل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اگر اہلحدیث حضرات ہمارے امام ابوحنیفہ رح کی تحقیق پر مطمئن نہیں تو انہیں اس پر کیوں مجبور کیا جائے، اسی طرح اگر ہمارے نزدیک اہلحدیث حضرات کی تحقیق لائق اطمینان نہیں تو کوئی ضروری نہیں کہ ہم ان کی تحقیق پر ہی عمل کریں۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ یہ فروعی اختلافات حضرات صحابہ کرام سلف صالحین اور ائمہ ہدیٰ کے درمیان بھی رہے ہیں۔ اور یہ اختلاف اگر اپنی حد کے اندر رہے تو سراپا رحمت ہے۔ کہ امت کے کسی نہ کسی فرد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت کو کسی نہ کسی شکل میں محفوظ کر دیا ہے۔ لیکن میں ان مسائل میں تشدد کو روا نہیں سمجھتا، جس کے ذریعہ ایک فریق دوسرے فریق کے خلاف زبان طعن دراز کرے۔ اور ان فروعی مسائل کی بنا پر ایک دوسرے کو گمراہ بتایا جائے۔ اس تشدد کے بعد یہ اختلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت نہیں رہے گا، بلکہ زحمت بن جائے گا۔ اور اُمت کی عملی قوتیں ان فروعی مسائل میں خرچ ہو کر ختم ہو جائیں گی، ہر ایک چیز اپنی حد کے اندر رہے تو اچھی لگتی ہے۔ اور جب اپنی حد سے نکل جائے تو وہ مذموم بن جاتی ہے۔ یہی حال ان فروعیات کا ہے۔ صٓ۲۷ و ۲۸۔

اہلحدیث خواہ مخواہ آپ نے اتنا طول دیا سیدھی سادی بات یہ تھی کہ آپ شروع ہی میں دو ٹوک کہہ دیتے کہ ہمارے اور اہلحدیث کے درمیان نظریاتی فرق ہیں۔ جناب میں نے شروع ہی میں کہہ دیا تھا کہ فروعی مسائل کی وجہ سے فرقہ بندی نہیں ہوتی بلکہ فرقہ بندی کے لیے نظریاتی اختلاف ضروری ہے۔ پس صحابہ و تابعین کے بعد جتنے فرقے وجود پذیر ہوئے ہیں وہ سب نظریاتی اختلاف کی وجہ سے۔ اور صرف اہلحدیث ہی وہ جماعت ہے جس نے ہمیشہ ان نظریاتی فرقوں سے علیحدہ رہ کر صرف سنت رسولؐ اور طریقہ خلفائے راشدین اور روش صحابہؓ پہ گامزن ہے۔

حنفی حنفی وہابی اختلاف کی دوسری قسم وہ ہے جس کو میں "نظریاتی اختلاف" سمجھتا ہوں اور اس میں میری رائے اہلحدیث حضرات (جن کو آپ نے وہابی لکھا ہے۔ اور عام طور پہ انہیں غیر مقلد کہا جاتا ہے) کے ساتھ متفق نہیں۔ بلکہ میں ان کے موقف کو غلط سمجھتا ہوں۔ صٓ۲۸

اہلحدیث دراصل اہلحدیث اور دوسرے فرقوں کے درمیان جو اختلاف ہے وہ یہی نظریاتی اختلاف ہے دوسرے فرقے اس نظریہ سے جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو پیش کیا تھا اس سے آہستہ آہستہ الگ ہو گئے اور اس سیدھے سادے طریقہ نبویہ پہ قانع نہ رہ سکے بلکہ ہر ایک طریقہ میں لِمَ تلاش کرنا شروع کر دی۔ اور اس تلاش نے ان کو الفاظ کے گورکھ دھندوں میں پھنسا کر عمل سے دور کر دیا۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ہدایت فرمائی کہ "صلوا کما رأیتمونی اصلی" رواہ البخاری۔ یعنی تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو۔ فقہاء خصوصاً فقہاء عراق اس پہ قانع نہ رہ سکے بلکہ نماز کے ایک ایک جزء کو الگ الگ اور اپنی سمجھ کے مطابق ہر ایک کی حیثیت مقرر کی کہ یہ فرض ہے، وہ واجب ہے، فلاں سنت ہے، اور یہ مستحبات ہیں۔ ان کو چھوڑ دینے کے باوجود نماز مکمل ہو جائے گی۔ مثلاً کسی نے صرف رکوع میں سر جھکا دیا اگرچہ اطمینان اختیار نہ کیا اور رکوع کی تسبیحات بھی نہیں پڑھیں تو بھی رکوع ہو گیا کیونکہ معنی لغوی جھکنا پایا گیا۔ گویا یہ تقسیم کر کے نماز کی اصل ہیئت نبویہ کو بگاڑنے کی کوشش کی گئی، اہلحدیثوں نے اس تقسیم کو صرف یہی نہیں کہ قبول نہیں کیا بلکہ ہر زمانے میں غلط کہا اسی طرح دین کے سارے احکام کے ساتھ کی شکل اختیار کی گئی۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز عید سے قبل قربانی سے منع فرمایا فقہاء عراق نے حیلہ نکالا کہ جانور دیہات میں بھیج کر نماز عید سے پہلے قربانی کرا لو وغیرہ اور ان ہی باتوں کو فقہ کے نام سے عوام میں پھیلا یا گیا۔ اب کوئی انصاف سے فیصلہ کرے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی ہیئت خود اپنے قول و فعل سے مقرر فرما کر اس کی تاکید فرما دی کہ رب العالمین کو ایسی ہی نماز مطلوب ہے اگر بربنائے نسیان و ذہول یا عدم استطاعت کمی ہوئی تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن جان بوجھ کر کسی رکن کو چھوڑ دینا کہ یہ مستحب ہے یا ..... یا ..... تو پھر وہ نماز کس طرح قبول ہوگی۔

یہ وہ نظریاتی اختلافات ہیں۔ آپ جن کو غلط تصور کرتے ہیں لیکن دلیل کچھ بھی نہیں بلکہ عوام کے جذبات سے کھیلنے کے لیے شعبدہ بازی سے کام لیا ہے۔ آپ اپنی حیثیت پہچانیئے۔ کل قیامت میں کیا جواب دیں گے۔ ہمیں صرف اتنا کافی ہے کہ ہمارے رسول نے ہمیں اسی کا حکم فرمایا ہے ہم اسے کر رہے ہیں اور یقین کامل کے ساتھ کر رہے ہیں ہمیں اس میں شک نہیں لیکن تم اپنے دین کے معاملہ میں شک میں مبتلا ہو۔ دیکھو علاء الدین حصکفی نے در المختار میں الاشباہ والنظائر کے حوالے سے یوں لکھا ہے: وفیھا اذا سئلنا عن مذھبنا ومذھب مخالفنا قلنا وجوبا مذھبنا صواب یحتمل الخطاء الخ یعنی جب ہم حنفیوں سے ہمارے اور ہمارے مخالفین کے مذہب کے بارے میں پوچھا جائے گا تو ہم جواب دیں گے کہ ہم جس پہ عمل پیرا ہیں وہ بالکل حق ہے البتہ امکان غلطی کا ہے اور دوسرے جس پہ عمل پیرا ہیں وہ بالکل باطل ہے دُرست ہونے کا امکان ہے۔

یہی بات شافعی بھی کہہ سکتا ہے اور مالکی و حنبلی کو بھی حق ہے گویا آپ لوگ شک و ریب میں مبتلا ہیں عمل کرنے کے باوجود اجر ملنے میں شک ہے لیکن الحمد للہ اہلحدیث عزم بالجزم اور یقین کامل کے ساتھ حدیث رسول پہ عمل پیرا ہیں جسے تم غلط سمجھ رہے ہو۔

حنفی اصولی طور پر یہ اختلاف دو نکتوں میں ہے، اول یہ کہ اہلحدیث حضرات کے نزدیک کسی معین امام کی اقتداء نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ ہر شخص کو قرآن و حدیث سے جو بات سمجھ آئے اس پہ عمل کرنا چاہیے۔ یہ مسئلہ "تقلید اور ترکِ تقلید" کے عنوان سے مشہور ہے جو ایک بہت ہی معرکۃ الآراء مسئلہ ہے اور جس پہ دونوں طرف سے بہت سی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔

اہلحدیث یہاں آپ نے حق و باطل دونوں کو ملا کر معجون مرکب بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اہلحدیث حضرات کے نزدیک یقیناً بلا شبہ و لاریب کسی معین امام کی اقتداء نہیں ہے۔ اور یہی وہ نکتہ ہے جو روش صحابہ اور طریقہ خلفائے راشدین سے ثابت ہے جس سے مقلدین انکار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ اس کے بعد لفظ "بلکہ" سے آگے جو کچھ آپ نے فرمایا وہ بالکل غلط ترجمانی ہے۔ بلکہ افترا ہے سبحانک هذا ابهتان عظیم۔ اگر آپ نے عدم علم کی بنا پر یہ لکھا ہے تو بھی مجرم اور اگر جان بوجھ کر لکھا ہے تو جرم عظیم کے مرتکب ہوئے۔

اس باب میں موقف اہلحدیث کیا ہے اسے مختصراً بیان کرتا ہوں :۔

۱۔ قرآن کریم نے یہ بتایا کہ رسول ؐ اس لیے آیا کہ جاہلوں گمراہوں کو ہدایت پہ لائیں۔

۲۔ قرآن کریم کو اللہ نے آسان اور عام فہم بنایا تاکہ اس سے ہر شخص فائدہ اٹھائے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آسان دین لے کر آیا ہوں۔

اہلحدیث کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ؐ نے جو کچھ فرمایا وہ حق ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن وحدیث کا سمجھنا مشکل ہے تو گویا وہ اللہ اور رسول کو چیلنج کر رہا ہے جس کا وہ بروز قیامت جواب دہ ہوگا۔

اور جو کچھ اہلحدیث کہتے ہیں اس کا عملی ثبوت صحابہ کی زندگی میں موجود ہے کہ انہوں نے قرآن وحدیث کو رسول کی زبان مبارک سے سُنا اور سمجھ کر عمل کیا۔ اور یہ کہ تمام احکام عبادات و معاملات پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عمل ہوا اور وہ بتواتر نسلاً بعد نسل ہم تک پہنچا اور یہی سلسلہ قیامت تک باقی رہے گا۔ گویا بشکل کتابت و بشکل عمل دونوں طریقے سے ہمارے پاس وہ احکام من وعن موجود ہیں اگر کبھی عمل میں بربنائے ذھول ونسیان نقصان واقع ہوجائے تو مکتوبات سے اس کی تصحیح کر لی جائے۔

اہلحدیث یہ بھی کہتے ہیں کہ پڑھے لکھے براہ راست قرآن وحدیث سے اس نقص کی تصحیح کر سکتے ہیں اور اور ان پڑھ کسی عالم سے جا کر سوال کرے گا کہ اس باب میں قرآن وحدیث میں کیا وارد ہے اور وہ عالم قرآن وحدیث کا حکم بتا دے گا جس سے اس نقص وخامی کی تصحیح ہو جائے گی۔ اور اس سوال کے لیے کسی ایک ہی کو معین نہیں کیا جائے گا بلکہ جو بھی وقت پہ مل جائے گا اس سے پوچھا جائے گا کیونکہ صحابہ کی روش یہی تھی۔ قرآن نے " فاسئلوا اهل الذكر الآية فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ زندہ موجود عالم سے دوبدو پوچھ لو۔ اور کیا پوچھ لو قرآن وحدیث کا یہ حکم نہیں کہ فلاں نے کیا کہا اور فلاں نے کیا کہا۔ گویا اہلحدیث ان پڑھ کسی پڑھے لکھے عالم سے مسئلہ قرآن وحدیث کا معلوم کرے گا اور یہ تحقیق ہے تقلید نہیں۔

اہلحدیث یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی باب میں قرآن وحدیث سے بصراحت و وضاحت کوئی چیز نہ ملتی ہو تو صحابہ تابعین ائمہ مجتہدین کے نزدیک جو متفق علیہ استنباط ہو وہ قابل قبول ہوگا۔ گویا یہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی کسی معین مجتہد کی قید نہیں۔

یہ ہے مختصر اصول مسلک اہلحدیث جسے آپ نے غلط بیان کر کے بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللھم اغفر لنا۔

حنفی مگر میں اس سلسلہ میں چند معروضات پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

تقلید کے معنی ہیں "کسی لائق اعتماد آدمی کی بات کو بغیر مطالبۂ دلیل تسلیم کر لینا" جس آدمی کی بات مانی جا رہی ہے۔ اگر وہ سرے سے لائق اعتماد نہیں تو ظاہر ہے کہ اس کی بات ماننا ہی غلط ہوگا، اور اگر وہ اپنے فن کا ماہر ہے تو ایک عامی آدمی کا اس سے دلیل کا مطالبہ کرنا غلط ہوگا اس کی مثال ایسی ہی سمجھ لیجیے کہ آپ کسی طبیب یا ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ اور وہ آپ کے لیے کوئی نسخہ تجویز کرتا ہے، اگر وہ طبیب اپنے فن کا ماہر ہی نہیں۔ بلکہ محض عطائی ہے تو آپ کا اس کے پاس تشریف لے جانا ہی غلط ہوگا اور اگر وہ اپنے فن کا مستند ماہر ہے تو اس کے تجویز کردہ نسخہ کی ایک ایک چیز کے اجزاء کے بارے میں آپ کا بحث کرنا، اور ایک ایک بات کے لیے دلیل کا مطالبہ کرنا قطعاً نادرست اور نا روا ہوگا۔

وجہ یہ ہے کہ ایک عامی آدمی کسی ماہر کے پاس جاتا ہی اس وقت ہے جب وہ مسئلہ اس کی عقل و فہم کی سطح سے اونچا ہو — ٹھیک اسی طرح دین و شریعت کا معاملہ سمجھنا چاہیے۔ پس دین کے وہ مسائل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر چلے آرہے ہیں اور جن کو ہر شخص جانتا ہے کہ دین کا مسئلہ یہ ہے۔ اس کے بارے میں کسی مسلمان کو نہ کسی عالم کے پاس جانے کی ضرورت پیش آتی ہے اور نہ کوئی جاتا ہے۔ دینی مسائل میں اہل علم کی طرف رجوع کی ضرورت اسی وقت لاحق ہوتی ہے۔ جب کہ ہم ایسے عامی لوگوں کی ذہنی سطح سے وہ مسئلہ اونچا ہو — ایسی حالت میں دو صورتیں ممکن ہیں ایک تو یہ کہ ہم خود قرآن و حدیث کھول کر بیٹھ جائیں، اور ہماری اپنی عقل و فہم میں جو بات آئے اسے "دین" سمجھ کر اس پر عمل کرنے لگیں۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ جو حضرات قرآن و سنت کے ماہر ہیں ان سے رجوع کریں اور انھوں نے اپنی مہارت، طویل تجربہ اور خداداد بصیرت سے قرآن و حدیث میں غور کرنے کے بعد جو نتیجہ اخذ کیا ہے اس پر اعتماد کریں۔ پہلی صورت خود رائی کی ہے۔ اور دوسری صورت کو تقلید کہا جاتا ہے جو عین تقاضائے عقل و فطرت کے مطابق ہے۔ ص ۲۸، ۲۹

اہلحدیث جب آپ کو اعتراف ہے کہ یہ ایک معرکۃ الآراء مسئلہ ہے اور اس پر پہلوں نے داد تحقیق پیش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کی ہے تو پھر چند کلمات کی شعبدہ بازی سے اسے آپ کس طرح حل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہاں کی عقل مندی ہے۔

آپ نے تقلید کی تعریف غالباً اپنے اصول کی کتابوں سے ہٹ کر کی ہے۔ بہرحال اس کا حاصل مفہوم یہ ہے کہ تقلید بلا دلیل اطاعت اور اقتداء کا نام ہے جس میں علم و استدلال نظر و فکر کی جگہ صرف حسن ظن کو دی گئی ہے۔ گویا جہالت کا معجون مرکب ہے اس سے علم کا کوئی تعلق نہیں اور یہ وہ نظریاتی اختلاف ہے جس کی گنجائش محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں نہیں۔ اور صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین کے طریقہ کے بالکل مخالف طریقہ ہے۔ اسی طرح تابعین اور خود ائمہ اربعہ نے بھی اس طریقہ کی مخالفت کی ہے۔ کسی کا لائق اعتماد ہونا اور بات ہے اور کامل و اکمل ہونا اور شے ہے کسی فن کی مہارت اور شے ہے اور علم شریعت کا احاطہ اور چیز ہے۔ آپ نے خلط ملط کر کے غلط نتیجہ نکالا ہے جناب ان ائمہ میں سے کسی کو آپ کامل و اکمل ثابت نہیں کر سکتے بلکہ کوئی دعویٰ کرے تو وہ اوّل درجے کا جھوٹا ہوگا۔ فقہ حنفیہ آپ پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ آپ اور آپ کے اسلاف تعصب سے الگ ہو کر غور و فکر سے کام لیتے تو خود فقہ حنفیہ آپ کو بتاتی کہ یہاں کوئی بھی کامل نہیں ہے ہر ایک میں کمی ہے ہر ایک عطائی ہے جو کچھ دربار الٰہی سے اسے عطا ہوا ہے اس سے زیادہ کا اسے علم نہیں۔ آپ فقہ حنفیہ میں دیکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں نے اپنے استاد کے ہزاروں استنباط کو رد کر دیا ہے۔ اور یہی حال دوسرے ائمہ کا ہے۔

آپ نے طبیب کی مثال پیش کی ہے اگر غور کرتے تو اسی مثال سے واضح ہو جاتا کہ تقلید شخصی معین لازم و ضروری نہیں۔ کیونکہ مریض کو علاج کی ضرورت ہے جو طبیب وقت پہ مل گیا اس سے علاج کرانا ضروری ہے اس مثال میں بھی آپ نے غلطی کی ہے ائمہ طبیب نہیں ہیں بلکہ عطار ہیں طبیب کی حیثیت تو صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ لہٰذا جس بیماری کے لیے جو نسخہ آپ نے تجویز کیا ہے اس سے انحراف باعث ہلاکت ہے۔ لیکن ہم عطار سے نسخہ حاصل کرتے وقت پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ آپ نے اس نسخہ کو اصل کے مطابق تیار کیا ہے یا نہیں آپ نے فلاں دوا اصل ڈالی ہے یا نقلی وغیرہ۔ گویا شک کے وقت پڑیا کو ادھیڑ کر ایک ایک جزء کی تحقیق و معلومات اس عطار سے کرنے کا حق مریض رکھتا ہے کیونکہ اس دوا پہ صحت و مرض بالفاظ دیگر موت و حیات کا انحصار ہے۔

بقیہ باتیں میں مسلک اہلحدیث کی تشریح کے ضمن میں بیان کر چکا ہوں جس سے واضح ہو گیا کہ تحقیق عین فطرت اسلام ہے اور تقلید عین فطرتِ جہالت۔

حنفی | ماہرین شریعت کی تحقیقات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ایک ایک مسئلہ کے لیے قرآن و حدیث میں غور کرنے والے عامی شخص کی مثال ایسی ہو گی کہ کوئی شخص بہت سی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیچیدہ بیماریوں میں مبتلا ہوجائے اور ماہرین فن سے رجوع کرنے کو بھی اپنی کسرِ شان سمجھے ۔ اور اس مشکل کا حل وہ یہ تلاش کرے کہ طب کی مستند اور اچھی اچھی کتابیں منگوا کر ان کا مطالعہ شروع کر دے اور پھر اپنے حاصل مطالعہ کا تجربہ خود اپنی ذات پہ کرنے لگے ۔ صفحہ ۲۵

اہلحدیث درامل علم شریعت اور علم طبابت دونوں کو یکجا کرنا ہی جہالت ہے ۔ علم شریعت کا تعلق ہر کلمہ گو سے ہے اور طبابت کا تعلق ہر ایک سے نہیں ۔ یعنی شریعت کا جاننا اور عمل کرنا ہر کلمہ گو پر فرض ہے لیکن علم طب کا جاننا ہر ایک پہ فرض نہیں ۔ اسی طرح علم شریعت پہ عمل ہر وقت ہر جگہ ہر موسم و ملک میں فرض ہے ۔

اس تشریح کے بعد میں صحیح مثال پیش کرتا ہوں ۔ ایک مریض کے لیے ضروری ہے کہ وہ طبیب کے پاس جائے اور طبیب سے علاج کرائے لیکن اگر وہ کسی عطار دوا فروش کے پاس جا کر علاج شروع کر دے تو اس کی ہلاکت میں کوئی کسر باقی نہیں ۔

پس طبیب حاذق کی حیثیت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے اور یہ ائمہ مجتہدین علمائے امت عطار کی حیثیت رکھتے ہیں ۔

اور جب سے امت نے طبیب اصلی کو چھوڑ کر عطاروں سے علاج معالجہ شروع کیا امت مسلمہ مزید بیماریوں میں مبتلا ہو گئی اور آخرت کی ہلاکت یقینی نظر آ رہی ہے اور اس نے مزید فرقے پیدا کیے مثلاً بریلوی ، قادیانی ، دیوبندی ، رضائی وغیرہ اور مزید فرقے پیدا ہوں گے اور یہ سب بیماریاں ہیں ۔
باقی جو دوسرے علماء کی عبارتیں ہمارے خلاف پیش کی جاتی ہیں تو وہ ہمارے لیے حجت نہیں ہو سکتیں کیونکہ ہم مقلد نہیں ہیں ہمیں حکم کتاب و سنت کے ماننے کا ہے ۔

حنفی یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی ہو گی کہ عامی آدمی کو ایک معین امام کی تقلید ہی کیوں ضروری ہے ؟ جو شخص قرآن و حدیث کا اس قدر ماہر ہو کہ وہ خود مرتبۂ اجتہاد کو پہنچ گیا ہو وہ عامی نہیں بلکہ خود مجتہد ہے ۔ اس کو کسی دوسرے ماہر فن کی تقلید نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں بلکہ جائز بھی نہیں (مگر آج کل کے ہم جیسے طالب علموں کے بارے میں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اردو تراجم کی مدد سے مرتبۂ اجتہاد کو پہنچ گئے ہیں)
اور جو شخص خود درجۂ اجتہاد پہ فائز نہ ہو اس نے خواہ کتنی ہی کتابیں پڑھ رکھی ہوں وہ عامی ہے اور اس کو بہر حال کسی مجتہد کے قول کی طرف رجوع کرنا پڑے گا ۔ اب اگر وہ ایک "معین امام" پر اعتماد کر کے اس کے مسائل پہ عمل کرے گا تو شرعاً اس پہ جو ذمہ داری عائد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے اس نے اسے پورا کر دیا لیکن اگر وہ کسی ایک امام کے بجائے جس امام کی جو بات پسند آئے گی اسے قبول کرے گا تو سوال یہ ہے کہ اس کے پاس پسند و ناپسند کا معیار کیا ہوگا؟ اگر کہا جائے کہ قرآن و حدیث اس کا معیار ہے اور یہ شخص جس امام کے قول کو قرآن و حدیث کے مطابق پاتا ہے اسی کو اختیار کرتا ہے تو اس نے درحقیقت اپنی فہم کو معیار بنایا ہے — اس لیے ہم کہیں گے کہ اگر وہ واقعی قرآن و حدیث کا ماہر ہے۔ اور اس کا فہم قرآن و حدیث حجت ہے تو اس کو کسی امام کی تقلید کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ خود مجتہد مطلق ہے۔ اور اگر وہ قرآن و حدیث کا ماہر نہ ہونے کے باوجود اپنی عقل و فہم کو معیار بناتا ہے تو پھر وہ خود رائی کا شکار ہے، جو اس کے دین کے لیے مہلک ہو سکتی ہے۔ ص۳۱

اہلحدیث جن لفظی شعبدہ بازیوں کے بل بوتے پر آپ یہ فرما رہے ہیں۔ ان کی حقیقت اوپر واضح کر دی گئی ہے۔ لہٰذا کسی معین امام کی تقلید کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ کو خود فقہ حنفی سے بھی واقفیت نہیں۔

دیکھیے مولانا عبدالعلی حنفی مسلم الثبوت کی شرح میں فرماتے ہیں:۔ ثم ان من الناس من اوجبوا تقلید واحد من ہولاء علی الامۃ وھذا کلہ ھوس من ھوساتھم لم یأتوا بدلیل الی ان قال۔ فضلوا واضلوا۔ یعنی بعض لوگوں نے ان ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کو واجب کر لیا ہے حالانکہ اس کی کوئی دلیل نہیں محض خواہش پرستی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں کہ خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ عالم مجتہد اور عامی وغیرہ کے اصطلاحات ہمارے بنائے ہوئے ہیں۔ دربار نبوی میں ایک بدوی آتا ایمان لاتا اور اپنے وطن کو واپس چلا جاتا آپ نے کسی کو بھی نہیں فرمایا کہ تم کسی مجتہد کے بغیر کوئی عمل نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے بجائے ایک عام حکم یہ دے دیا کہ "شفاء العی السؤال" کما رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ والبغوی وغیرھم۔ یعنی نہ جاننے والا جاننے والے سے پوچھ لے۔ یہ نہیں فرمایا کہ نہ جاننے والا کسی جاننے والے کو منتخب کر لے اور ہمیشہ اسی ایک سے پوچھا کرے۔

اس پر جو استحالہ آپ نے پیش کیا ہے وہ دراصل بربنائے جہالت ہے پھر یہی سوال مقلدین سے بھی ہو سکتا ہے کہ آخر امام ابوحنیفہؒ ہی کی تقلید کیوں؟ اگر کوئی جواب دے جیسا کہ آپ نے خود اس قبل علم و فراست، زہد و تقویٰ وغیرہ بیان فرمایا ہے تو سوال ہے کہ کیسے معلوم ہوا کہ ان سب میں وہ کامل ہیں، اگر آپ کا جواب یہ ہو کہ قرآن و حدیث کے مطابق ان کی باتیں ہیں اور یہی جواب صواب ہوگا کیونکہ پیروی کتاب و سنت کی فرض ہے تو پھر ہمارا سوال ہوگا کہ یہ کس طرح آپ کو معلوم ہوا؟ اگر آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دیں کہ ہم نے مقابلہ کر لیا ہے تو پھر بقول آپ کے آپ عالم مجتہد ہوئے اور آپ کے لیے تقلید نہیں اور اگر آپ کا جواب یہ ہے کہ ... نے تسلیم کر لیا ہے جیسا کہ آپ نے لکھا بھی ہے تو پھر آپ لوگوں کے مقلد ہوئے امام ابو حنیفہ رح کے نہیں کیونکہ لوگوں کے کہنے پہ آپ نے امام کی باتیں قبول کی ہیں۔

پھر یہ استحالہ تو آپ نے ناسمجھی کی بنا پہ پیش کیا ہے جہلا کے لیے علماء سے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اس باب میں قرآن وحدیث کا کیا حکم ہے اس کے لیے کسی امام یا عالم کو معین کرنے کی ضرورت نہیں حسب موقع جو بھی عالم دین مل جائے اس سے مسئلہ دریافت کرے اور عمل کرے اسے تحقیق کہا جاتا ہے تقلید نہیں کیونکہ تقلید کے لیے دلیل کا مطالبہ ضروری نہیں اور بقول آپ کے کسی معین شخص کی تقلید ضروری ہے اور یہاں دونوں شرطیں نہیں یعنی پوچھنے والا قرآن وحدیث کا مطالبہ کر رہا ہے گویا دلیل کا طالب ہے اور کسی شخص کو معین نہیں کر رہا ہے گویا اس نے قرآن وحدیث کو معیار بنایا عقل کو نہیں جیسا آپ سمجھ رہے ہیں۔ لہٰذا وہ قرآن وحدیث کا شیدائی ہے جسے آپ خود رائی سے تشبیہہ دے رہے ہیں۔

حنفی بہت سے اکابر اولیاء اللہ کا معمول تھا کہ ائمہ کے اقوال کو جمع کرتے تھے، اور ہر مسئلہ میں ایسے قول کو اختیار کرتے تھے جس میں زیادہ سے زیادہ احتیاط نظر آئے مثلاً ایک امام کے نزدیک ایک چیز ضروری ہے اور دوسرے کے نزدیک ضروری نہیں تو وہ حضرات ضروری والے قول پہ عمل پیرا ہوتے تھے۔ اسی طرح مثلاً ایک امام کے نزدیک ایک چیز مکروہ ہے اور دوسرے کے نزدیک مکروہ نہیں تو وہ حضرات کراہت کے قول پہ عمل کرتے ہوئے اس سے پرہیز کرتے تھے ــــ یہ تو خدا ترس بندوں کی نشان تھی۔ مگر اب ترک تقلید کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ جس امام کا جو مسئلہ خواہش نفس کے مطابق نظر آئے اس پہ عمل کر لو، یہ دراصل قرآن وحدیث کی پیروی نہیں بلکہ خواہش نفس کی پیروی ہے۔ گو شیطان نے اسے قرآن وحدیث کی پیروی کا رنگ دے دیا ہے۔ صہ ۳۱، ۳۲

اہلحدیث جب کسی کے پاس کوئی معیار نہ ہو تو پھر وہ اندھیرے ہی میں بھٹکتا پھرے گا جناب خدا ترس بندے اگر کوئی کام اپنی مرضی سے کریں تو وہ شریعت نہیں کہلائے گی بلکہ شریعت کتاب وسنت کا نام ہے۔ لہٰذا ان خدا ترس بزرگوں کا یہ عمل ہمارے نزدیک اس لیے صحیح نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشدد سے منع فرمایا اور خود بروایت حضرت عائشہ صدیقہؓ آسان ترین عمل کو قبول کرتے تھے۔ لیکن ان بزرگوں نے اس سنت کو بربنائے ذہول ترک کر دیا پس ہمارے نزدیک وہ ماجور ضرور ہیں لیکن ان کا یہ فعل قابل قبول نہیں۔ لیکن جناب کے نزدیک تو ان کا یہ عمل کسی لحاظ سے صحیح نہیں کیونکہ امام معین کی تقلید سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ نکل گئے فافہم۔

ترکِ تقلید عین اطاعت اللہ و رسول ہے لیکن جس کا نور ایمان تعصب کی گندگیوں میں ڈوب کر ختم ہو گیا ہو اس کو نظر نہیں آئے گا۔ ہم نے پچھلے صفحات میں ایک حنفی عالم مولانا عبد العلی کے حوالہ سے نقل کیا ہے اسے پھر دوبارہ نقل کر رہا ہوں آپ مسلم الثبوت کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے ان ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کو واجب کر لیا ہے حالانکہ اس کی کوئی دلیل نہیں محض خواہش پرستی ہے یہی وہ لوگ ہیں کہ خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

اب آپ اپنا چہرہ اپنے آئینہ میں دیکھ کر فیصلہ کر لیجیے کہ شیطان نے کس کو چکمہ دیا ہے۔ خواہش نفس کی پرستش کدھر ہے؟ ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ توضیح و تلویح کی شرح مرجانی ص۹۳ میں لکھا ہے "لیس التقلید بعلم ولا المقلد بعالم۔ یعنی تقلید علم نہیں جہالت ہے اور مقلد عالم نہیں جاہل ہے" آپ مقلد ہیں لہٰذا یہ آپ کی گھر کی شہادت ہے اس آئینہ میں اپنی شکل دیکھ لیجیے۔ محولہ بالا عبارتیں پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں کہ آپ بالکل اپنے اصول پہ صد فی صد اتر رہے ہیں۔

حنفی

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ چوتھی صدی سے پہلے کسی "معین امام" کی تقلید کا رواج نہیں تھا، بلکہ ہوتا یہ تھا کہ جس شخص کو مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت ہوتی وہ کسی بھی عالم سے مسئلہ پوچھ لیتا، اور اس پہ عمل کرتا لیکن چوتھی صدی کے بعد حق تعالیٰ شانہ نے امت کو ائمہ اربعہ کی اقتدا و پہ جمع کر دیا۔ اور ایک معین امام کی تقلید کو لازم سمجھا جانے لگا۔ اور اس زمانے میں یہی خیر کی بات تھی۔ اس لیے کہ اب لوگوں میں دیانت و تقویٰ کی کمی آگئی تھی۔ اگر ایک معین امام کی تقلید کی پابندی نہ ہوتی تو ہر شخص اپنی پسند کے مسائل چن چن کر ان پہ عمل کیا کرتا اور دین ایک کھلونا بن کر رہ جاتا۔ پس اس خود رائی کا ایک ہی علاج تھا کہ نفس کو کسی ایک ماہر شریعت کے فتویٰ پہ عمل کرنے کا پابند کیا جائے۔ اور اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔ ص۳۲

اہلحدیث

آپ نے شاہ صاحب کے اس بیان کے لیے کوئی حوالہ پیش[1] نہیں کیا ہے لہٰذا یہ کہنا مشکل ہے کہ آپ نے اس سے آگے پیچھے کی عبارتیں کتنی حذف کر دی ہیں تاکہ آپ کے مفید مطلب بن جائے۔ اور اگر بالفرض محال شاہ صاحب نے یہی لکھا ہے تو پھر شاہ صاحب کا ایک حوالہ میں بھی پیش کرتا ہوں۔ الفوز الکبیر مطبعہ محمدی ص۱۴، میں مقلدین کی مذمت کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے "اگر یہودیوں کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان بدترین علماء کو دیکھو جو دنیا کی طلب میں

[1] حجۃ اللہ البالغہ میں اس قسم کی عبارت ہے لیکن اس میں یہ لکھا ہے کہ چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید پہ نہ [illegible]

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروف ہیں اور کتاب و سنت سے منہ موڑ کر شارع معصوم کے کلام کو چھوڑ کر موضوع حدیثوں اور فضول تاویلوں کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حقیقت میں یہودی ہیں"

حنفی اہلحدیث حضرات کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ چونکہ تقلید کا رواج کئی صدیوں بعد ہوا ہے اس لیے وہ "بدعت" ہے۔ مگر تقلید کو بدعت کہنا ان کی غلطی ہے، اس لیے کہ اول تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ ان اہلحدیث حضرات کے سوا ــــ جن کا وجود تیرھویں صدی میں بھی نہیں تھا ــــ باقی پوری اُمتِ محمدیہ گمراہ ہو گئی، نعوذ باللہ ــــ اور یہ ٹھیک وہی نظریہ ہے جو شیعہ مذہب حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں پیش کرتا ہے، اور چونکہ اسلام قیامت تک کے لیے آیا ہے اس لیے پوری اُمت کا ایک لمحہ کے لیے بھی گمراہی پر متفق ہونا باطل ہے۔ ص ۳۲/۳۳

اہلحدیث لدھیانوی صاحب کو میں ایک نیک مشورہ دیتا ہوں، اگر یورپ میں کبھی جھوٹ بولنے پر مقابلہ اور انعام کا اعلان ہو تو آپ ضرور حصہ لیجیے میرا خیال ہے انعام ضرور آپ کو ہی ملے گا۔

آپ نے ص ۳۸ پر اہلحدیثوں کے بارے میں لکھا ہے کہ عام طور پر انہیں غیر مقلد کہا جاتا ہے۔ آپ نے لکھ تو دیا لیکن غور نہیں کیا۔ جناب جس نے اپنی گردن میں کسی اُمتی کی تقلید کا پھندا نہ ڈال رکھا ہو۔ بلکہ براہِ راست اطاعتِ رسول کا شیدائی ہو۔ دراصل یہ لفظ مقلد کا غیر بیان کرنے کے لیے مستعمل ہے اگرچہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ مقلد کی ضد متبع ہوتا ہے بہرحال غیر مقلد اسے کہا جاتا ہے جس کا دامن تقلید کی گندگیوں سے پاک وصاف ہو۔ اس تشریح سے ثابت ہوا کہ تمام صحابہ، جمیع تابعین اور اس کے بعد سے آج تک جو تقلید سے علیحدہ رہا وہ اہلحدیث ہے اور اس کا بیّن ثبوت کتب سیر و فقہ و اصولِ فقہ میں تحریراً بھی موجود ہے پھر آپ یہ فرما رہے ہیں کہ جن کا وجود تیرھویں صدی میں بھی نہیں تھا۔ یہ جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ جناب یہ وہی ہیں جنھوں نے آپ کے بزرگوں کو ہر زمانے میں للکارا ہے۔ اور آپ کے بزرگوں سے تکلیفیں بھی اُٹھائی ہیں۔ بخوف طوالت حوالے پیش نہیں کر رہا ہوں۔ علمائے اہلحدیث نے اس موضوع پر مختلف رسالے اردو زبان میں شائع کیے ہیں اسے پڑھیے بلکہ آپ فقہ حنفیہ ہی کا مطالعہ غور و فکر سے کریں تو صحیح معلومات آپ کو مل جائیں گی۔ لہ

تقلید یقیناً بدعت ہے اگر اس کی زد میں ہزار دس ہزار لاکھ یا دس کروڑ آتے ہیں تو اس سے اسلام اور اہل اسلام کا کیا بگڑتا ہے۔ شیعوں کے نقش قدم پر احناف کھڑے ہیں۔ سنیے شیعوں نے صحابہ کو لائق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اغتنا نہیں سمجھا اور سب کو کافر، منافق اور کیا کیا کہہ ڈالا۔ اور احناف نے بھی صحابہ و تابعین کی روش کو قابل اغتنا خیال نہیں کیا گو کفر و منافقت کا فتوے نہیں دیا لیکن نظریہ میں دونوں برابر ہیں۔

غالبًا آپ اپنی خوش فہمی سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ کسی وقت ساری اُمت تقلید پر مجتمع ہو گئی تھی۔ حالانکہ بالکل اس کا اُلٹ معاملہ ہے کبھی نہ ایسا ہوا اور نہ ہو گا کیونکہ پوری اُمت کا ایک لمحہ کے لیے بھی گمراہی پر متفق ہونا محال و باطل ہے لہٰذا کبھی بھی تقلید پر یہ اُمت متفق نہیں ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی۔ فافہم۔

حنفی دوسرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کے زمانے میں بھی یہ دستور تھا کہ ناواقف اور عامی لوگ اہل علم سے مسائل پوچھتے اور ان کے فتوی پر بغیر طلب دلیل عمل کرتے تھے۔ اور اسی کو تقلید کہا جاتا ہے گویا "تقلید" کا لفظ اس وقت اگرچہ استعمال نہیں ہوتا تھا مگر تقلید کے معنیٰ پر لوگ اس وقت بھی عمل کرتے تھے سو آپ اس کا نام اب بھی تقلید نہ رکھیے، اقتداء و اتباع رکھ لیجیے۔ ص ۳۳

اھلحدیث علمائے احناف حق کو مسخ کر کے پیش کرنے کے عادی ہیں۔ مسائل پوچھنا منع نہیں بلکہ نہ جاننے والا جاننے والے سے پوچھے گا لیکن نہ تو کسی شخص کو معین کرے گا اور نہ اس کی رائے معلوم کرے گا بلکہ کتاب و سنت پوچھے گا اور یہی طلب دلیل ہے اور اس کو تحقیق کہا جاتا ہے تقلید نہیں۔ اور دلیل سے کسی بات کو ماننا اتباع اور بغیر دلیل کے ماننا تقلید ہے۔

حنفی تیسرے، فرض کرو اس وقت تقلید کا رواج نہیں تھا، تب بھی اس کو بدعت نہیں کہا جا سکتا ہے اس لیے کہ دین و شریعت پر چلنا تو فرض ہے، اور میں اوپر بتا چکا ہوں کہ آج جو "شخصی تقلید" کے بغیر شریعت پر چلنے کی کوشش کرے گا وہ کبھی نفس و شیطان کے مکر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس لیے بغیر خطرات کے دین پر چلنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے کسی ایک ماہر شریعت امام کی پیروی —— معروضی طور پر دیکھا جائے تو اہلحدیث حضرات بھی —— معدودے چند مسائل کے سوا —— اہل ظاہر محدثین کی ہی پیروی کرتے ہیں۔ اس لیے گو انہیں "تقلید" کے لفظ سے انکار ہے۔ مگر غیر شعوری طور پر ان کو بھی اس سے چارہ نہیں، اس لیے کہ دین کوئی عقلی ایجاد نہیں۔ بلکہ منقولات کا نام ہے اور منقولات میں ہر بعد میں آنے والے طبقہ کو اپنے سے پہلے طبقہ کے نقش قدم پر چلنا لازم ہے۔ یہ ایک فطری چیز ہے جس کے بغیر شریعت پر عمل ممکن نہیں ص ۳۳

اھلحدیث آپ کی عاجزی اور مجبوری بھی قابل رحم ہے، آپ نے ہاتھ پیر مارا کہ صحابہ رض میں تقلید ثابت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں لیکن نہ ہو سکا، آپ نے اپنی کمزوری محسوس بھی کر لی پھر بھی تعصب آپ کو حق قبول کرنے سے روک رہا ہے۔

بدعت کی تشریح آپ نے خود کی ہے، دیکھیے صـ ۱۴ - یعنی وہ تمام امور جو دین کے نام پر آنحضرت کے بعد وجود میں آئے وہ بدعت ہیں تو پھر اس تقلید کو بدعت کہتے ہوئے آپ کو جھجک کیوں محسوس ہو رہی ہے یہ بھی تو دین ہی کے نام پر حضور کی وفات کے کئی سو برس بعد ایجاد ہوئی ہے۔

دراصل دین اسلام کو کمزور کرنے والی چیزوں میں تقلیدی فرقوں کا زیادہ دخل ہے اور عمل سے روکنے میں بھی گویا شیطان نے اطاعتِ رسولؐ سے ہٹا کر تقلید ائمہ میں لگا دیا۔

اہلحدیث الحمدللہ تقلید کی لعنت سے بچے ہوئے ہیں۔ وہ تو دوسرے مسلمانوں کو بھی اس تقلیدی جال سے نکالنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ شریعت یقیناً منقولات کا نام ہے اور منقولات کو اپنانے کے لیے تقلید کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ نقل صحیح کی ضرورت ہوتی ہے۔ نقش قدم پر چلنے کا جو اصول شریعت نے مقرر کیا ہے اسے تقلید کہنا مسخرا پن ہے۔ جسے احناف تقلید کہتے ہیں اس کی حقیقت پچھلے صفحات میں واضح ہو چکی ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں پس معلوم ہوا کہ اتباع و تحقیق عین فطرت اسلام ہے۔

حنفی اہلحدیث حضرات کا مولد و منشا غیر منقسم ہندوستان ہے، چونکہ یہاں پہلے سے حنفی مذہب رائج تھا، اس لیے ان کے —— اعتراضات کا اوّل و آخر نشانہ حنفی مذہب بنا، اسی پر بس نہیں بلکہ انھوں نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی کسر شان میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی - اگرچہ اہلحدیث کا بہت سا سنجیدہ طبقہ، خصوصاً ان کے اکابر و بزرگ، حضرت امامؒ کی بے ادبی کو روا نہیں سمجھتے، مگر ان کا نوعمر، خام علم اور خام فہم طبقہ "عمل بالحدیث" کے معنیٰ ہی حضرت امام کی بے ادبی و گستاخی کرنے کو سمجھتا ہے۔

میں ان حضرات کے اس طرز عمل کو خود ان کے حق میں نہایت خطرناک سمجھتا ہوں، کیونکہ حضرت امامؒ کی بلندیٔ شان کے لیے یہی کافی ہے کہ مجدد الف ثانیؒ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ جیسے اکابر ان کے مقلد ہوئے ہیں۔ اس لیے چند خوش فہم لوگوں کی تنقید سے حضرت امامؒ کی بلندیٔ مرتبت میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا، البتہ سلف صالحین اور خاصانِ خدا کی اہانت کرنے پر خدا تعالیٰ کا جو وبال نازل ہوا کرتا ہے وہ ان حضرات کے لیے خطرے کی چیز ضرور ہے۔ صـ ۳۴

اهلحدیث اس سے قبل میں واضح کر چکا ہوں کہ لدھیانوی صاحب نے یہاں جھوٹ بولنے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ جناب تمام صحابہ، جمیع تابعین، کل محدثین یہاں تک کہ ائمہ اربعہ یہ سب غیر مقلد تھے معلوم ہوا کہ اہلحدیث ابتداء سے ہیں اور ان کا مولد و منشاء مدینہ طیبہ ہے پس غیر منقسم ہندوستان کو ان کا مولد و منشا کہنے والا یا تو تاریخ سے واقف نہیں یا پھر بربنائے تعصب جھوٹ بول رہا ہے۔ چونکہ مقلدین احناف کا مولد و منشا کوفہ اور پھلنے پھولنے کا مقام ماوراء النہر اور ہند ہے اس لیے وہ اپنی خفت مٹانے کے لیے جھوٹ بولنے پر اُتر آتے ہیں۔

فقہ کی کتابوں میں اہلحدیث کا ذکر

کتب حدیث میں تو اہلحدیث کا ذکر آنا ہی تھا۔ کیونکہ ان کے لکھنے والے سب کے سب اہلحدیث تھے لیکن فقہ کی کوئی بھی کتاب ان کے ذکر سے خالی نہیں۔ تقریباً ہر باب میں ممتاز طور پر ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ نورالانوار ص۵۰ میں ہے۔ ھذا ھو مذھب بعض اھل الحدیث۔ توریح ص۳۵۴ میں ہے۔ علیہ عامۃ اھل الحدیث۔

امام ابن ہمام قنوت نازلہ کی مشروعیت میں لکھتے ہیں۔

وبہ قال جماعۃ من اھل الحدیث (فتح القدیر ص۱۸۸)

نیز فساد صوم بالحجامت میں لکھتے ہیں:۔ کما ھو قول الحنابلۃ وبعض اھل الحدیث (فتح القدیر ص۷۱)

نیز بحر الرائق و شامی میں قنوت نازلہ کے بیان میں لکھا ہے۔ وفی البحر الی جمہور اھل الحدیث (رد المختار جلد ۱ ص۴۹۶)

زرقانی شرح موطا میں رفع یدین کے باب میں لکھا ہے:۔

وبہ قال الاوزاعی والشافعی واحمد واسحاق والطبری وجماعۃ اھل الحدیث (کہ امام اوزاعیؒ و شافعیؒ و احمدؒ و اسحٰق و طبری اور جماعت اہلحدیث سب رفع یدین کے قائل تھے)

اور حاشیہ تحیہ میں ہے: واختار مذھب اھل الحدیث

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ من ینتقل مذھب اھل الحدیث۔ (کہ ہمیشہ حق پر رہنے والی اور مظفر و منصور جماعت وہ ہے جو مذہب اہلحدیث کی پابند ہو)

پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں:۔

لا اسم لھم الا اسم واحد وھو اصحاب الحدیث کہ بدعتی خواہ اس جماعت کا نام کچھ رکھیں۔ لیکن ان کا ایک ہی نام ہے اور وہ اہلحدیث ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی انصاف ۳۱ میں لکھتے ہیں:۔ باب اسباب الاختلاف بین اھل الحدیث واصحاب الرائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث سے بغض اور عداوت

خلاصہ کیدانی ص۱۲ میں ہے :- الجھر بالتسمیۃ و الجھر بالتامین و رفع الیدین والاشارۃ بالسبابۃ والقنوت فی غیر الوتر

لاھل الحدیث حرام (کہ بسم اللہ جہر سے پڑھنا۔ رفع یدین کرنا۔ رفع سبابہ کرنا۔ جس طرح اہلحدیث کرتے ہیں حرام ہے۔)

حرام کہنے پر بس نہیں بلکہ ان افعال پر برسر بازار سزا دی جاتی۔ چنانچہ فتاوی حمادیہ اور تاتارخانیہ میں ہے

ان رجلا فی عھد ابی حفص الکبیر ترک مذھبہ و کان یقرأ خلف الامام و یرفع یدیہ عند الرکوع

فاخبر الشیخ فغضب الشیخ وعنف و امر السلطان حتی امر الجلاد بان یضربہ بسیاط عند الصیادفۃ۔

ایک شخص نے حنفی مذہب چھوڑ کر قراءت خلف الامام اور رفع یدین کرنے لگا۔ شیخ ابوحفص کو خبر ہوئی تو سخت ناراض ہوئے اور حاکم شہر سے شکایت کی۔ حاکم نے جلاد کو حکم دیا کہ اس رفع یدین کرنے والے کو برسر بازار کوڑے لگائے۔ کچھ لوگوں کو اس بیچارے پر رحم آگیا تو اُسے ساتھ لے کر شیخ کے پاس گئے اور اس کے لیے سفارش کی۔ آخر اس سے توبہ کرائی گئی، تب اُسے رہائی نصیب ہوئی۔

اہلحدیث کسی معمولی عالم کی بھی توہین نہیں کرتے چہ جائے کہ ائمہ کی توہین کریں۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ البتہ بعض اہلحدیث عوام یا بعض مقررین کبھی کبھار ائمہ حدیث و رجال نے امام ابوحنیفہؒ پر جو جرح کی ہے، بیان کر دیتے ہیں اس کو آپ توہین سے معنون کرتے ہیں تو کریں لیکن آپ کو ان ائمہ حدیث و رجال کو بھی گستاخ کہنا پڑے گا۔ مثلاً :- امام بخاری، امام نسائی، دارقطنی، ابن عدی، خطیب بغدادی، امام ذہبی، ابن حجر وغیرہ کیونکہ ان میں سے بعضوں نے تو خود امام ابوحنیفہ پر جرح کی ہے اور بعض دوسروں کے کلام کے ناقلین ہیں۔ آپ نے صرف اہلحدیثوں کو تو نقل کی وجہ سے گستاخ قرار دے دیا لیکن دوسرے ائمہ نے جو کچھ لکھا اور نقل کیا ہے ان کو کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ متحدہ ہندوستان کے ایک حنفی عالم مولانا عبدالحئی فرنگی محلی نے تو "الرفع والتکمیل" صرف اسی غرض سے تصنیف کی ہے کہ محدثین نے جو امام صاحب پر جرح کی ہے اس سے بچانے کے کیا کیا قاعدے ہوسکتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ اللہ کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے بارے میں ان کے ہمعصر یا ان سے قریب تر زمانے میں جو کچھ ائمہ حدیث و رجال نے لکھا ہے اگر حسب ضرورت کوئی بیان کرتا ہے تو مجرم نہیں لیکن بلا ضرورت زیب داستان کے لیے بیان کرنا البتہ مذموم حرکت ہے اور یہ ایک امام صاحبؒ ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر اس راوی کے بارے میں جن پر ائمہ نقاد نے نقد و جرح کیا ہے۔ اس سب کا بھی وہی حکم ہے کہ ضرورت پر ہی اس کا اظہار ہو۔ تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفی اہلحدیث حضرات کے نظریاتی اختلاف کا دوسرا نکتہ یہ ہے کہ یہ حضرات بعض اوقات شوق اجتہاد میں "اجماع امت" سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں یہاں اس کی دو مثالیں عرض کرتا ہوں۔

اوّل: آپ کو معلوم ہوگا کہ بیس رکعت تراویح کا دستور مسلمانوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے آج تک چلا آرہا ہے، اور چاروں ائمہ دین بھی اس پر متفق ہیں لیکن اہلحدیث حضرات اس کو بلا تکلف "بدعت" کہہ دیتے ہیں اور اس مسئلہ میں نے بعض حضرات کو اپنے کانوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نادروا الفاظ کہتے سنا ہے۔

اہلحدیث یہاں بھی اتہام تراشی سے کام لیا گیا ہے (اہلحدیث ایسے مسائل جن میں نص صریح نہ ہو اور اجماع امت کا وجود ہو تو اسے بے چوں وچرا تسلیم کرتے ہیں البتہ کسی نص کے مقابلہ میں کوئی خود ساختہ اجماع کا دعوٰی کرتا ہے تو اسے قبول نہیں کرتے اور بقول امام احمد بن حنبل یہ فرما دیتے ہیں کہ "من ادعی الاجماع کذب" محلی ج ۵ ص ۔) یہاں آپ نے دو مثالیں پیش کی ہیں پہلی مثال بیس رکعت تراویح کی جسے آپ اجماع سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اہلحدیث انکار کرتے ہیں۔ اس کی حقیقت کیا ہے۔

حضرت عمر رضہ نے تراویح کی باقاعدہ جماعت قائم کرادی اور لوگ اکٹھا ہو کر پڑھنے لگے۔ حضرت عمر رضہ نے جن قراء کو امام مقرر کیا تھا وہ گیارہ رکعات پڑھاتے تھے۔ اور یہ گیارہ رکعات حضرت عمر رضہ کے حکم سے تھیں، دیکھیے آثار السنن للنیموی مع التعلیقات ج ۲ ص ۵۲ وص ۵۳، البتہ لوگ از خود بلا جماعت تقرری سے پہلے زیادہ رکعات بھی پڑھا کرتے تھے جیسا کہ علامہ قسطلانی نے "ارشاد" ج ۳ ص ۴۲۶ میں گیارہ، بیس اور چھتیس تینوں عددوں کا ذکر کیا ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۶ میں۔ حضرت عمر رضہ کے زمانے اور ان کے بعد میں مختلف آثار سے ثابت کیا ہے کہ صحابہ و تابعین گیارہ، ۱۶، ۲۴، ۳۶، ۴۱ ان مختلف عددوں پر عمل پیرا رہے ہے ائمہ اربعہ میں سے بھی بقول علامہ عینی امام مالک گیارہ رکعات پسند کرتے ہیں۔ دیکھیے عمدۃ القاری ج ۵ ص ۳۵۷)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ علمائے احناف جو آج کل اجماع کا دعوٰی کر رہے ہیں وہ اپنے قول میں سچے نہیں۔ یعنی بیس پر کبھی اجماع ہوا ہی نہیں بلکہ ہر زمانے میں لوگ نفل رکعات حسب موقع و محل پڑھتے رہے ہیں گویا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ نفلی نماز ہے جس کو جتنی استطاعت ہو پڑھ لے۔ لیکن احناف اس اجماع عملی کے منکر ہیں اور الٹا اہلحدیث کو اجماع کا منکر ثابت کرتے ہیں۔ ہاں جب حضرت عمر رضہ نے دو امام مقرر کر کے انھیں حکم دیا کہ گیارہ رکعت پڑھایا کریں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گیارہ رکعت ہی ثابت ہے تو کسی صحابی نے اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ اس طرح یہ صحابہ کا اجماع ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر میں آپ نے یہ فرمایا کہ آپ نے بعض اہلحدیث حضرات کو اپنے کانوں سے حضرت عمرؓ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہتے سنا ہے۔"

مجھے سخت حیرت ہے کہ میں آپ کو جھوٹا سمجھوں یا آپ کے کانوں کو یا آپ کے فہم کا قصور سمجھوں۔ جناب آج تک کوئی اہلحدیث ایسا پیدا نہیں ہوا ہے۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو یقیناً کوئی مقلد ہوگا جس نے اہلحدیث بن کر حضرت عمرؓ کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کیے ہوں گے تاکہ اہلحدیث بدنام ہوں، یا پھر کوئی شیطان انسانی شکل میں آکر اہلحدیثوں کو بدنام کرنے کے لیے ایسا کیا ہوگا۔ لیکن کوئی اہلحدیث ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ گویا یہ اتہام ہے۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم۔

حنفی دوسرا مسئلہ تین طلاق بلفظ واحد کا ہے یعنی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک لفظ یا ایک مجلس میں تین طلاقیں دے ڈالے تو تین ہی طلاقیں شمار ہوں گی۔ یہ فتوے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا اور تمام صحابہؓ و تابعینؒ نے اس فتوے کو قبول کیا۔ مجھے کسی صحابی و تابعی کا علم نہیں جس نے اس فتوے سے اختلاف کیا ہو۔ یہی مذہب ائمہ اربعہ کا ہے جن کے اتفاق کو میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے حوالے سے اجماع اُمت کی علامت بتا چکا ہوں، لیکن اہلحدیث حضرات بڑی جرأت سے ایسی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتوے دیتے ہیں۔ ص۳۵

اہلحدیث یہاں بھی آپ نے مغالطہ سے کام لیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فتویٰ نہیں دیا بلکہ تعزیراً یہ حکم جاری کیا تھا ایک حنفی عالم تحریر فرماتے ہیں ..... کہ حضرت عمرؓ نے جب یہ دیکھا کہ لوگ طلاق ثلاثہ کی حُرمت کو جانتے ہوئے اب اس کے عادی ہوتے چلے جا رہے ہیں تو آپ کی سیاست حکیمانہ نے ان کو اس امر حرام سے باز رکھنے کے لیے بطور سزا حُرمت کا حکم صادر فرمایا ..... حضرت امیرالمومنین نے یہ حکم نافذ کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یوں ارشاد گرامی ہے بلکہ کہا:۔ فلو امضیناہ علیھم " کاش ہم اس کو ان پر جاری کر دیں۔ ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آپ کی رائے تھی اور اُمت کو اس فعل حرام سے باز رکھنے کے لیے یہ حکم تعزیری جاری فرمایا۔ اس تعزیری حکم کو صحابہ کرام نے پسند فرمایا اور اسی کے مطابق فتوے دیے (مجموعہ مقالات علمیہ ص۲۴۱، ۲۴۲ (ماخوذ از مقالہ محمد اکرم شاہ ازہری مدیر ضیائے حرم)

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ج ۹ ص۲۹۷ میں صحابہ کرامؓ اور دوسرے مشائخ کا اختلاف نقل کیا جس سے آپ لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں اور حافظ ابن حجر نے بھی ایک سوال کا جواب ہی دیا ہے، جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ، ابن مسعود، عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر رضی اللہ عنہم سے اس طرح کی بات منقول ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات کو ابن مغیث نے کتاب الوثائق میں نقل کیا ہے اور اسے محمد بن وضاح کی طرف منسوب کیا ہے اور غنوی نے اسے قرطبہ کے مشائخ کے ایک گروہ جیسے محمد بن تقی بن مخلد اور محمد بن عبدالسلام خشنی وغیرہ سے نقل کیا ہے اور ابن منذر نے اسے ابن عباس کے اصحاب مثلاً عطاء طاؤس اور عمرو بن دینار وغیرہ سے نقل کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ نے جو تعزیراً حکم دیا تھا اسے فتویٰ قرار دینا اور پھر اس کو اجماعی مسئلہ قرار دینا جہالت عظیم ہے۔ اللھم احفظنا منہ۔

ابن حجرؒ سے جو اقتباس اوپر منقول ہے اسے ایک بار پھر پڑھ لیجیے کہ جو حضرات اپنی جہالت کی وجہ سے اہلحدیثوں پر طنز و تعریض کرتے ہیں وہ ان صحابہ و تابعین اور دوسرے مشائخ کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں۔

حنفی مجھے یہاں ان دونوں مسائل میں ان کے شبہات سے بحث نہیں، بلکہ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ حضرات ان دونوں مسائل میں اجماعِ اُمت سے ہٹ کر شیعوں کے نقشِ قدم پر ہیں اور حضرات خلفائے راشدین کی پیروی کا جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو دیا تھا اس کا رشتہ ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے ص۳۵

اہلحدیث کتنی معصومیت سے آپ فرماتے ہیں کہ "یہ حضرات ان دونوں مسائل میں اجماعِ اُمت سے ہٹ کر شیعوں کے نقشِ قدم پر ہیں" جناب میں نے تراویح کے باب میں اور نیز طلاق کے مسئلہ میں دلائل منقولہ سے واضح کر دیا کہ ان دونوں مسئلوں پر اجماع کا دعویٰ کرنے والا بقول امام احمد بن حنبلؒ جھوٹا ہے۔ پھر آپ یہ الزام جن پر لگاتے ہیں ان کے اسلاف صحابہ کرامؓ جمیع تابعین تمام ائمہ محدثین ہیں پچھلے صفحات میں بتا چکا ہوں کہ وہ کون کون ہیں مختصر یہ کہ آپ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب عبداللہؓ بن مسعودؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، زبیرؓ بن العوامؓ اور دُوسرے تابعین و مشائخ کے بارے میں یہ فتوےٰ دے دیا کہ یہ سب شیعوں کے نقشِ قدم پر ہیں اور ان کے ہاتھ سے خلفائے راشدین کی پیروی کا رشتہ چھوٹ گیا ہے۔

آپ اگر نشہ میں نہیں تو میں خیر خواہانہ مشورہ دیتا ہوں کہ تجدید ایمان کر لیجیے اور فوراً اعلان کر دیجیے کہ آپ نے بغیر علم بربنائے جہالت ایسا فتوےٰ دیا ہے۔

حنفی میں اس تصور کو ساری گمراہیوں کی جڑ سمجھتا ہوں کہ صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ ائمہ ہدیٰؒ اور اکابر اُمتؒ نے فلاں مسئلہ صحیح نہیں سمجھا۔ اور آج کے کچھ زیادہ پڑھے لکھے لوگوں کی رائے ان اکابر کے مقابلے میں زیادہ صحیح ہے۔ نعوذ باللہ۔ ص۳۵

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث اس تصور کے باوجود آپ نے وہی سب کیا ہے اور آپ کے پیر مغاں انور شاہ صاحب اور بنوری صاحب وغیرہ نے نماز وتر کے بارے میں یہی روش اختیار کیا ہے کہ یہ فلاں صحابی کا فہم ہے ورنہ حقیقت یہ ہے وغیرہ۔

جناب ساری گمراہیوں کی جڑ تو تفرقہ بازی اور تقلید شخصی ہے جب سے اس منحوس بلا نے مسلمانوں کے درمیان قدم رکھا اسی وقت سے یہ ساری گمراہیاں مسلمانوں میں آئیں جس میں جہلاء علماء کے بھیس میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اللھم اغفرلنا وارحمنا۔ واجمع کلمتنا یارب العالمین۔

نوٹ :۔ یوسف لدھیانوی صاحب کی کتاب کے دوسرے حصہ کا جواب بھی عرض خدمت ہے اور اس کے شروع میں بھی مسئلہ تقلید بیان ہے اس لیے وہ ساتھ ہی دیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صراط مستقیم اور اختلاف اُمّت

حِصّہ دوم کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ الذی اوجب طاعۃ الرسول بقولہ "من یطع الرسول اطاع اللہ" والصلاۃ والسلام علی من قال: لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

چند یوم قبل میرے ایک حنفی المسلک جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے دوست نے ایک رسالہ مجھے برائے مطالعہ دیا۔ یہ رسالہ دراصل ماہنامہ بینات' کا ایک اشاعت خاص ہے جو مشتمل ہے شمارہ ۱-۲ جلد ۴۱ - رجب، شعبان ۱۴۰۲ھ - مئی جون ۱۹۸۲ء بنام اختلاف اُمت اور صراط مستقیم حصہ دوم، اس اشاعت خاص میں جو مسائل زیر بحث ہیں وہ کوئی نئے مسائل نہیں بلکہ وہی پرانے مسائل ہیں جن کے جوابات علمائے اہلحدیث کی طرف سے بارہا دہرائے جا چکے ہیں۔ لیکن چونکہ اس اشاعت خاص کا طرز بیان اور اسلوب کچھ نرالا ہے اور اس طرز استدلال اور اسلوب خاص نے حق و ناحق کو کچھ اس طرح سے گڈ مڈ کر دیا ہے کہ عوام حق و ناحق کی پہچان میں غلطی کر سکتے ہیں اور چونکہ ان مسائل کا تعلق جماعت اہلحدیث ہند و پاک سے ہے اس لیے میں اس کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اس کا جواب دینا لازمی سمجھتا ہوں کیونکہ یہ رسالہ بہت سی غلط فہمیوں کا باعث بن سکتا ہے انہی غلط فہمیوں میں سے یہ بھی ہے کہ مصنف نے صہ۴۳ پر اہلحدیثوں کو دبی زبان میں رفض کی طرف منسوب کیا ہے اور صہ۴۹ پر گستاخ اور اسی طرح بعض صفحات پر مقلد وغیرہ حتیٰ کہ صہ۱۳۴ پر امام بخاری اور صہ۱۳۰ پر صاحب قاموس دونوں کو مبالغہ آرائی کرنے والا لکھا ہے، اس لیے اس رسالہ کا جواب دینا ضروری سمجھ کر بتوکل علی اللہ جواب دیا گیا ہے جواب کا طرز، چونکہ مصنف رسالہ حنفی ہیں اور مجیب اہلحدیث' اس لیے جواب کا یہ طرز اختیار کیا گیا کہ اصل عبارت نقل کرنے سے قبل لفظ حنفی لکھا، اور جواب نقل کرنے سے قبل اہلحدیث اصل کتاب کی عبارت مختصراً نقل کی گئی ہے کیونکہ پوری عبارت نقل کرنے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طوالت کا خوف ہے ہر شخص اصل عبارت محولہ بالا صفحات پر دیکھ سکتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

شروع کتاب میں سوالنامہ کے بعد ایک لمبی تمہید لکھی گئی ہے جو اٹھاون صفحات تک چلی گئی ہے اس میں کافی رطب و یابس اکٹھا کیا گیا ہے بہت درست باتیں جنہیں خود حنفی نہیں مانتے درج ہیں اور بہت سی وہ باتیں جن کا کتاب وسنت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے اسے شرع سمجھ کر پکڑے ہوئے ہیں۔

اگرچہ اس تمہید میں محدثین کرام کو بھی معاف نہیں کیا گیا ہم بچارے کیسے قابل معافی ہوں اور حقیقت یہ ہی ہے کہ اہلحدیث نے کبھی بھی پہل نہیں کی بلکہ ایک دور ایسا تھا کہ اہلحدیثوں کو محض سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے پٹائی کی گئی، مسجدوں سے نکالا گیا بائیکاٹ کیا گیا۔ تمہید میں حقائق کی بجائے مغالطات سے زیادہ کام لیا گیا ہے اور ساری کوشش یہ کی گئی ہے کہ حنفیت ہی وہ دین ہے جو آسمان سے نازل ہوا ہے حالانکہ ایسے ایسے گھناؤنے مسائل حنفیت میں ہیں جن کو کبھی تعامل صحابہ کی آڑ میں کبھی کسی اور آڑ میں لوگوں پر ٹھونسنے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ ان کا کسی بھی صاحبِ عقل کے لیے قبول کرنا مشکل ہے۔

کیا زانیہ کی اُجرت، اور جھوٹے دعوے سے ڈگری کرانے پر عورت سے وطی کا جائز ہو جانا۔ اور جانوروں سے بدفعلی کا جواز اور اس پر کسی حد کا وارد نہ ہونا۔ کیا یہی شرع کے مسائل ہیں جن سے تمام حنفی فقہ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

دراصل عباسی دَور تھا آرام طلبی تھی جہاد عملاً ختم تھا یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی کی کتابوں میں کتاب الجہاد نہیں ہے بلکہ صرف شکم پری کام تھا جس کا انجام سوائے بدکرداری کے اور کیا ہو سکتا ہے جن کو کتابوں میں لکھ کر لوگوں کو بُرائی پر حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری لکھا گیا اور بادشاہ عالمگیر کی یہ خواہش تھی اسلام کو نافذ کیا جائے لیکن وہ بھینٹ چڑھ گیا حنفیت کے۔ آج جب سے فتاویٰ عالمگیری لکھا گیا ہے کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ کسی پر چوری زنا وغیرہ کی کوئی حد لگی ہو کیونکہ اس میں اتنی چھوٹ ہے کہ کسی پر حد لگ ہی نہیں سکتی۔ بہرحال تمہید کے شاہ پاروں کا جواب دینے کی بجائے اصل مضامین پر گرفت شروع کرتے ہیں۔

تمہید میں ایک نمبر اجتہاد و تقلید کا بھی ہے اس پر سابقہ قسط میں کافی لکھا جا چکا ہے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ ایک بات عرض کر دوں کہ تقلید انسان کو گستاخ بنا دیتی ہے حالانکہ یہ بہتان اہلحدیثوں پر لگایا جاتا ہے چنانچہ ایک حوالہ سید انور شاہ صاحب حنفی کے متعلق عرض ہے جس کو ان کے ایک معتقد صاحب نے نقل کیا ہے۔

"ائمہ احناف اور مخالفین حضرت الاستاذ المعظم شاہ صاحب قدس سرہ اس امر سے دلگیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ ائمہ حنفیہؒ اور محدثینؒ احناف کو گرانے کی سعی ہر نہ ماننے میں کی گئی اور مذہب حنفی کے خلاف ناروا حملے مسلسل ہوتے رہے ہے اس سلسلہ میں درس بخاری کے وقت اکثر حافظ ابن حجرؒ کے تعصب و بے انصافی کا شکوہ فرمایا کرتے تھے امام بخاریؒ کے بارے میں محتاط تھے لیکن آخری سالوں کے درس میں امام بخاریؒ کی زیادتیوں پر بھی تنقید فرمائی اور فرمایا کہ اب ضعف کا وقت ہے صبر کم ہو گیا ہے اور اب ادب کا دامن چھوٹ گیا مجھے کہنا پڑا کہ امام بخاریؒ نے اکابر حنفیہ کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور ان کی جرح غیر معتبر ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ امام بخاریؒ کو مذہب حنفی کی پوری واقفیت نہ تھی جس کی وجہ سے باب الحیل وغیرہ میں ائمہ حنفیہؒ کی طرف مسائل کا انتساب غلط کیا۔ (تذکرہ محدثین مقدمہ انوار الباری حصہ اوّل ص۱۰ مرتبہ سید احمد رضا بجنوری)

بلکہ میں تو یہاں تک گزارش کروں گا کہ آج تک اہلحدیثوں نے کبھی بھی حضرت الامام ابو حنیفہؒ کے متعلق ہرزہ سرائی نہیں کی البتہ احناف نے خود حضرت الامام عالی مقام کے نورانی چہرے پر اس قدر کیچڑ فرضی مسائل کا اچھالا کہ کسی کو ان کا صحیح چہرہ دیکھنا مشکل ہو گیا کاش کہ وہ لوگ اس نکتہ کو سمجھیں اور فقہی تومار کو جس میں اس قسم کی باتیں ہیں کہ کوئی حیادار آدمی منہ سے نکالنا گوارا نہیں کرتا خود بخود خیرباد کہہ دیں۔ اور جب سینکڑوں مسائل نا نرباچھوڑے جا سکتے ہیں بلکہ عملاً چھوڑ دیے گئے ہیں تو پھر یہ چند مسائل رفع الیدین، فاتحہ خلف الامام، آمین وغیرہ میں حدیث پر عمل کرنے پر بھی درگزر کر دینا چاہیے۔

یہی وجہ ہے کہ باقی مسائل اختلافی جن میں بزعم خود تو "مسلک اعتدال" کا نام دیا لیکن حقیقت یہ ہے صرف حنفیت کی حمایت کی گئی ہے اور حنفیت ہی کو اجاگر کیا گیا ہے یعنی اعتدال کی بجائے اس کا نام "مسلک اعتزال" رکھنا چاہیے تھا۔

در اصل احناف اور اہلحدیث میں فرق ہی یہ ہے کہ اہلحدیث صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو بطور دلیل قبول کرتے ہیں بشرطیکہ ثابت ہو جائے کہ یہ واقعی ارشاد نبوی ہے اور بسند صحیح اس کا ثبوت مل جائے کہ واقعی آپ نے ارشاد فرمایا ہے خواہ وہ کسی امام سے ملے، لیکن احناف حنفیت کو اولیت دیتے ہیں اور حدیث رسول کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں یعنی حدیث خواہ کتنی صحیح ہو، متواتر ہو اگر وہ حنفیت کے خلاف ہے تو اسے قبول نہیں کریں گے اور ٹالنے کے بہانے تراشیں گے۔ حالانکہ یہ شقاق ہے جس کے لیے قرآن میں جہنم کی وعید آئی ہے۔

اس کی وجہ بھی تقلید ہی ہے ہم پر تو محمد رسول اللہ کی اتباع فرض کی گئی ہے اور آپ کا فرمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں خواہ کس ذریعہ سے مل جائے لے لینا چاہیے اور علم رسالت کو صرف ایک شخصیت کے ساتھ مختص کر دینا کتنا بڑا ظلم ہے اور پھر اس امام کو مقام معصومیت پر لا کھڑا کرنا اور بھی ظلم ہے یعنی رسول اللہ سے بڑا مرتبہ امام کو دے دیا کہ امام کے منہ سے جو بات نکلی ہے وہ وحی ہے اور پیغمبر کی بات کی تاویل کی جا سکتی ہے یعنی ہیر پھیر کر امام کی بات کے موافق حدیث کو کیا جائے نہ کہ امام کی بات کو چھوڑا جائے۔ اسی تقلید کو شاہ ولی اللہ صاحب نے یہودیت فرمایا ہے جس کی تفصیل سابقہ قسط میں دی جا چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

حنفی | قریباً ایک سال پہلے ..... ایک سوالنامہ ..... سوالات پر ایک نظر ڈال کر میں نے جواب سے معذرت کر دی کیونکہ ائمہ مجتہدین کے درمیان مختلف فیہ مسائل پر لکھنے کے لیے اس ناکارہ کی طبیعت چند وجوہ سے آمادہ نہیں ہوتی :- ص۵

اہلحدیث | اگر آپ کو حق پرستی کا خیال ہوتا تو پھر اپنی معذرت پر قائم رہتے اور ہرگز اس جدال میں اپنی شرکت پسند نہ کرتے۔

حنفی | جہاں تک عوام کا سوال ہے ان کو دلائل کی نہیں بلکہ عمل کرنے کے لیے مسائل کی ضرورت ہے ..... دلائل کی قیل وقال ..... اور اس سے ان کی عملی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ ص۵

اہلحدیث | یہ سب جانتے ہوئے آپ نے عبث وبے کار دو صد چالیس صفحے سیاہ کر ڈالے اس میں سوائے دلائل کی قیل وقال کے اور کیا آپ نے تحریر کیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ اپنے عوام کو صرف اتنا لکھ دیتے کہ حنفی ہونے کی حیثیت سے ایک حنفی کو اپنے امام پر بھروسہ کرتے ہوئے عمل کی ضرورت ہے دلائل جاننے کی نہیں۔

حنفی | ۲۔ فقہاء کے اختلافی مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے آدمی کا اعتدال پر قائم رہنا بہت مشکل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے " ما ضل قوم بعد هدى كانوا عليه الا اوتوا الجدل " ابن ماجۃ۔ ص۵

اہلحدیث | کاش آپ اس پر عمل کرتے اور اس جدل ومناظرہ میں اپنے کو شریک نہ کرتے جو دنیا اور آخرت میں باعث خسران ہے۔

حنفی | ۳۔ پھر یہ مسائل صدر اول سے مختلف فیہ چلے آتے ہیں اور ان پر دور اول سے آج تک اتنا لکھا جا چکا ہے کہ مزید کچھ لکھنا محض اضاعت وقت معلوم ہوتا ہے۔ ص۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث مختلف فیہ کی نوعیت پر گفتگو آگے آرہی ہے البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر آپ کو ان جدال و مناظر سے دلچسپی نہ ہوتی تو چند اُردو رسالے آپ سائل کو بھیج دیتے جو آپ کے اسلاف نے انہی موضوعات پر لکھے ہیں لیکن اس سے دنیا آپ کی علمیت کی داد کیسے دیتی واہ واہ کے نعرے آپ کے حق میں کیسے بلند ہوتے وغیرہ وغیرہ خواہشات کی تکمیل وتسکین کس طرح ہوتی۔

حنفی ۴- پھر اس سے بھی شرم آتی ہے کہ آدمی ایک ایسے پُر فتن دور میں .... ان فروعی مسائل کو نزاع وجدال اور بحث وگفتگو کا موضوع بنا کر ان پر خامہ فرسائی کرنے بیٹھ جائے اور موجودہ دور کے اہم فتنوں سے صرف نظر کرلے۔ ص ۵، ۶

اہلحدیث یہ سب جانتے ہوئے آپ نے قلم کیوں اُٹھایا اور پھر اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کیوں کیا۔ آپ کو چاہیے تھا کہ سائل کو باحسن طریق سمجھا دیتے کہ برادران مسائل پر لکھنا ضیاع وقت ومال دونوں ہیں آپ کو ان فروعی مسائل میں جو راہ پسند آئے اس پر عمل کرلیجیے اور اتحاد بین المسلمین کی کوشش میں لگے رہیے۔

حنفی ۵- پھر یہ فروعی مسائل انہی بارہ تیرہ مسئلوں تک محدود نہیں .... دوسرے تمام مشاغل معطل ہوکر رہ جائیں گے۔ ص ۶

اہلحدیث آپ کے بزرگوں نے آج تک اس کے سوا اور کیا کیا ہے۔ آپ حنفی ہیں اصول فقہ حنفیہ اور فقہ حنفیہ اور آپ کے بزرگوں کے شروحات حدیث جو موجود ہیں انہیں غور سے مطالعہ کیجیے ان میں سوائے ان جدلیات اور مناظرات کے اور کیا ہے۔ بلکہ آپ کے بزرگ تو یہاں تک آگے بڑھ گئے کہ امام شافعیؒ حتیٰ کہ امیر معاویہؓ کے بارے میں بھی لکھ دیا کہ انھیں جنت کی خوشبو تک نہیں لگے گی۔ دیکھیے اصول فقہ حنفیہ قضا بالیمین والشاھد کی بحث۔

حنفی ان تمام معذرتوں کے باوجود میرے محترم بزرگ کا تقاضا جاری رہا .... حق تعالیٰ شانہ، اس کو قبول فرماکر اپنی رضا کا وسیلہ بنائیں ..... ص ۶

اہلحدیث جناب من اوپر جو وجوہات آپ نے بیان کیے ہیں اگر وہ حق ہیں اور آپ کے ضمیر کی آواز ہے تو محض آپ نے اپنے بزرگ کے اصرار پر حق اور ضمیر کی خلاف ورزی کرنی پسند کرلی اور اس کے باوجود حق تعالیٰ شانہ سے قبولیت کی دُعا اور وسیلہ رضا بنانے کی اُمید کر رہے ہیں یہ کس طرح قبول ہوسکتی ہے اس پر تو عذاب اور ناراضگی ہی کی اُمید ہے اللہ تعصب سے بچائے۔ اور قبول حق کی توفیق بخشے۔ آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ : کوئی صاحب اگر یہ اعتراض کریں کہ جناب آپ نے اس میں شرکت کیوں فرمائی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وجوہات خمسہ تو حنفی صاحب کے ہیں ہمارے نہیں اور ہم نے جو کچھ بھی لکھا ہے الزامی طور پر لکھا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہمارا لکھنا بطور دفاع ہے ہم نے ابتداء نہیں کی ہے بلکہ ہم پر ہمارے بزرگوں پر جو کیچڑ اچھالی گئی ہے اس سے صفائی ہمارا فرض منصبی ہے اگر ہم بھی ابتداء کرتے تو اس جدل و مناظرہ میں شریک ہوتے لیکن جب ابتداء قریش کی طرف سے ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میدان میں نکلنا پڑا اور میدان بدر کا واقعہ پیش آیا لہٰذا جب بھی باطل کی طرف سے ابتداء ہو تو اہل حق کو دفاع کا اذن ربانی ہے۔

تنبیہ خاص :۔ سوالات ہم نے نقل نہیں کیے ہیں کیونکہ ہر جواب سے قبل سوال مذکور ہے۔ اور اصل "بینات" سے سوال دیکھا جا سکتا ہے۔

ابوالمنہال ۳۱/۸۲ ء

سوالنامہ کا سوال نمبر ۱

متفق علیہ کی احادیث اگر دیگر کتب میں موجود کسی حدیث سے متصادم ہوں تو کسے اختیار کرنا چاہیے۔

اخفر سید نذاحد علی - حال مقیم ابوظہبی ۲/۸۱ ء

نوٹ : بقایا سوالات اپنے اپنے نمبر پر پورے نقل کر دیے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

لدھیانوی صاحب نے سوالات کا جواب دینے سے پہلے ایک مبسوط تمہید لکھی ہے جس میں کچھ غلط مفروضے بنا کر مسائل کو اُلجھانے کی کوشش کی ہے مثلاً تمہید کا پہلا نمبر ہے اجتہادی و فروعی مسائل میں اختلاف سنت و بدعت کا نہیں۔ اور صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں ..... پس جو شخص صحابہ کرام کے اجماعی اور متفق علیہ مسائل سے انحراف کرے گا وہ شقاق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتکب ہو گا اور "نولہ ماتولی ونصلہ جہنم" کی سزا کا مستوجب ہو گا ص ۱۰-۱۱

اہلحدیث جناب آپ کو لازم تھا کہ فروعی اور اجتہادی کی اول تعریف بیان کرتے اور بتاتے کہ یہ سب مسائل فروعی واجتہادی ہیں پھر آپ اس کا نتیجہ ظاہر کرتے لیکن آپ نے اول نتیجہ ظاہر کر دیا اور آئندہ کہیں کہیں اس دبی زبان سے لکھا کہ قاری آپ کی ہوشیاری کو سمجھنے سے قاصر رہے جناب یہ سارے مسائل نص صریح سے ثابت ہیں ان میں کوئی فروعی و اجتہادی نہیں البتہ جو لوگ حدیث کو نہیں تسلیم کرتے اسے نص کی حیثیت نہیں دیتے ان کے لیے فروعی و اجتہادی ہو سکتا ہے لہٰذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ پہلے اعلان کیجیے کہ آپ حدیث کو نفس تسلیم نہیں کرتے اس کے بعد لکھیے کہ یہ مسائل فروعی واجتہادی ہیں۔ جو دو آیتیں آپ نے نقل کی ہیں۔ یہ دونوں آیتیں تو تقلید کی نفی کر رہی ہیں لیکن آپ اور آپ کے بزرگ تقلید کی بھول بھلیوں میں عوام کو دھکیلنے کی فکر میں منہمک نظر آتے ہیں، کاش آپ کو اللہ تعالیٰ بصیرت و بصارت سے نوازتا اور آپ اپنی عاقبت کے ساتھ عوام کی عاقبت بھی خراب کرنے کے ذمہ دار نہ ہوتے۔ صحابہ تو اس بات پہ متفق ہیں یہ اُمت مسلمہ کا اجماعی مسئلہ ہے کہ اختلاف کے وقت رجوع الی الکتاب والسنت فرض ہے اور آپ ہیں کہ اس متفق علیہ اور اجماعی مسئلہ کو چھوڑ کر تقلید ائمہ مجتہدین کے اقوال کی طرف عوام کو دعوت دے رہے ہیں۔ اللہ ہدایت دے یہ جو دو صد چالیس صفحات آپ نے سیاہ کیے ہیں وہ ہماری باتوں کی تصدیق کر رہے ہیں۔

صحابہؓ کا اختلاف اور اس میں علماء کے اقوال تو آپ نے بیان کر دیے لیکن نوعیت آپ نے واضح نہ کی۔ کیا کبھی ایسا بھی صحابہ نے اختلاف کیا ہے کہ "چونکہ فلاں بزرگ نے اس حدیث کو تسلیم نہیں کیا یا اس کا مطلب انہوں نے یہ بیان کیا اس لیے ہم اس حدیث کو تسلیم نہیں کرتے یا اس کی تاویل کرتے ہیں "جس طرح آپ نے اور آپ کے بزرگوں نے کیا ہے" اور اگر ایسا نہیں تو پھر صحابہ کا اختلاف بیان کرنے سے آپ کو فائدہ کیا۔ اگر آپ کو حق پسند ہے تو صحابہ کے اختلاف کتب احادیث وسیر سے نکال کر دیکھیے اگر کہیں اختلاف ہے تو عدم علم کی بنا پہ اور جوں ہی علم ہوا صحابہ نے اپنا عمل چھوڑ دیا اور حدیثِ رسولؐ پہ عمل کرنا شروع کر دیا کسی مجتہد یا امام کا انتظار نہیں کیا جیسا کہ آپ حضرات کرتے ہیں۔

جلال الدین سیوطیؒ کے حوالے سے جو حدیث آپ نے نقل کر کے "کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کا طریقہ بھی اختیار کر لو گے وہی ہدایت ہے۔ یہ حدیث ضعیف ترین ہونے کے باوجود بہت سی آیاتِ قرآنی کے مخالف ہے اللہ نے تو اختلاف سے منع فرمایا ہے قرآن کی مختلف آیات اس پہ شاہد ہیں اور ساتھ ہی آپ نے متعدد احادیث کا مؤید بتایا۔ اگر ان متعدد احادیث میں سے کوئی حدیث صحیح تھی تو اسی کو کیوں نہیں نقل کیا کہ اس ضعیف روایت کا سہارا لیا۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ صحیح حدیث نقل کرتے یا صاف وصریح آیت قرآنی "ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔"

ائمہ اجتہاد یقیناً اپنے اجتہاد کے مطابق ماجور تھے لیکن کیا ائمہ اجتہاد کی اطاعت بھی اُمت مسلمہ پہ فرض و واجب ہے اور کیا ضروری ہے کہ ایک نے عدم علم حدیث کی بنا پہ کسی مسئلہ میں اجتہاد کیا ہو اور دوسرے کو حدیث کا علم ہو جائے پھر بھی حدیث کو تسلیم نہ کرے بلکہ اس مجتہد کے اجتہاد پہ ہی عمل کرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تو اللہ ورسول اور ائمہ مجتہدین پر افتراء ہو گا۔

دوسرا مفروضہ یہ قائم کیا کہ۔ بیشتر اجتہادی و فروعی اختلاف صحابہ و تابعین کے زمانے سے چلا آتا ہے۔ ص۱۳

سو گذارش ہے نوعیت اختلاف کو پہلے سمجھ لیجیے اجتہادی مسائل میں اگر اختلاف ہے تو ہر ایک کو اختیار ہے کسی قول کو اختیار کرے۔ لیکن اختلاف عدم علم حدیث کی بنا پر ہے تو پھر علم کے بعد بھی کسی ایک قول کو اختیار کرنا جو حدیث صریح کے مخالف ہو جائز و روا نہیں۔ اور ظاہر ہے اسے عقلاً و شرعاً درست نہیں کہا جا سکتا۔ قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوئے کسی مجتہد کی بات نہیں چل سکتی۔

البتہ یہ جو کہا ہے کہ فروعی مسائل میں کم از کم اتنی کشادہ ذہنی اور فراخ قلبی تو ہونی چاہیے (ص۱۴)

حالانکہ یہ تنگ نظری و تنگ ظرفی تو مقلدین میں ہے خاص کر احناف ہی کو حاصل ہے، فقہ کے متداول کتابوں کا بغور مطالعہ کر لیجیے۔

اور مثال بھی قراءت خلف الامام کی دی ہے اللہ کے بندے ہم کب کہتے ہیں کہ مقتدی جہر قراءت کے وقت قراءت کرے، ہم تو صرف سورۃ فاتحہ جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت بلکہ پڑھنے کا حکم دیا ہے یعنی خود آپ نے مستثنیٰ فرمایا ہے اس کے علاوہ کوئی قراءت نہیں کرتے۔ کیونکہ ان حدیثوں میں فاتحہ سے منع نہیں کیا قراءت سے منع کیا ہے جو علاوہ فاتحہ ہے اور ہم اس پر عمل کرتے ہیں۔ مفصل بحث اپنے مقام پر آرہی ہے۔ کہ صحابہ کرام اور ائمہ دین میں سے ایک جم غفیر اس کا قائل و فاعل تھا۔

اور یہ جو کہا گیا ہے لیکن یہ دعویٰ کرنا کہ ان تمام لوگوں کی نماز ہی سرے سے باطل ہے جو امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے کیسا خطرناک ہے۔" آگے لکھتے ہیں" نمازیوں کی نماز کو باطل کہنے کی بجائے بے نمازیوں کو نماز پر لانے کی محنت کیجیے ص۱۵

سو گذارش ہے کہ یہ چوٹ تو آپ کے بزرگوں کے جواب میں ہے ایک دور آج سے ایک صدی قبل متحدہ ہند یعنی موجودہ پاک وہند میں ایسا گزرا ہے کہ آپ کے اسلاف نے اہلحدیثوں کے ساتھ وہ سلوک روا رکھا ہے جیسے کسی کافر کے ساتھ بھی اسلام اجازت نہیں دیتا اب آپ شکایت کرتے ہیں جب کہ زمانے کی گردش نے تقلیدی طلسم کو توڑ دیا ہے۔ اور جب آپ کے بزرگوں کی ناسمجھی نے تیر کو کمان سے نکلوا دیا اب ظاہر ہے جو بھی سامنے آئے گا زخمی ہو گا۔ قصور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحدیث کا نہیں احناف کا ہے۔ رہی بات بے نمازیوں کو نمازی بنانے کی تو وہ اکثر بے نمازی ہندوپاک میں حنفی ہی ہیں الا ماشاء اللہ، ورنہ الحدیث تو شاید ہی آپ کو نماز کا تارک ملے۔

۳۔ تیسرا مفروضہ یہ گھڑا گیا کہ " اجتہادی و فروعی مسائل میں غلو و تشدد روا نہیں۔ ص۱۶
مولانا صاحب! الحدیث تو تشدد کرتے ہی نہیں انہیں تو اتنا پریشان کیا گیا کہ وہ اپنے دفاع کے لیے مجبور ہو گئے کیونکہ آپ کے اسلاف نے ہمیشہ الحدیثوں سے دشمنی کی اور بے دینوں کو گلے لگایا اور آج آپ حضرات بھی وہی کر رہے ہیں پھر جنگ و جدال کی ابتداء بھی ہمیشہ مقلدوں ہی کی طرف سے ہوئی ہے۔ آپ تاریخ کی ورق گردانی کر کے دیکھ لیجیے۔ اسی طرح اجتہادی اور فروعی مسائل میں تشدد و غلو تو مقلدوں نے ہی کیا ہے کسی الحدیث نے اگر کچھ کیا تو اس کی حیثیت جواب کی ہے ابتداء کی نہیں۔

۴۔ چوتھا مفروضہ یہ پیش کیا کہ بہت سے مسائل میں محض افضل و غیر افضل کا اختلاف ہے ص۱۶
اور آگے مثال میں رفع الیدین کا مسئلہ بھی بیان فرمایا ہے۔ مولانا جب آپ دونوں فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مانتے ہیں سوال صرف افضلیت کا ہے تو خدارا آپ ہی فرمائیں کہ آپ رفع الیدین کی سنت پر کتنا عمل کرتے ہیں اور عدم رفع پہ کتنا عمل کرتے ہیں۔ دراصل یہ سب باتیں کرنے کی ہیں۔ ورنہ آپ لوگ کبھی بھی رفع الیدین کر کے نماز پڑھنے کو تیار نہیں حالانکہ آپ خود جانتے ہیں کہ بحیثیت دلائل کے رفع کا ثبوت کافی دوانی ہے۔ جس کا ثبوت انشاءاللہ آئندہ نمبروں میں آرہا ہے۔

نوٹ:۔ ص۱۹ سے ص۲۰ تک جو حاشیہ ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ صاحب پہلے رفع الیدین کرتے تھے بعد میں انہوں نے رجوع کر لیا سو وہ بالکل جھوٹ ہے شاہ اسماعیل شہیدؒ آخر دم تک رفع الیدین کرتے رہے یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے آج تک علماء صادق پور نسلاً بعد نسلٍ اس کے راوی موجود ہیں۔

۵۔ پانچواں مفروضہ یہ پیش کیا کہ عمل بالحدیث تمام ائمہ اجتہاد کی مشترک میراث ہے۔ ص۲۲
مولانا! آج تک الحدیثوں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب کچھ وہی ہے جو آپ نے یہاں تحریر فرمایا پھر جھگڑا کس بات کا، آئیے ہاتھ ملائیے اور اعلان کر دیجیے کہ ہمارے سارے جھگڑے ختم ہم آج سے کتاب و سنت پر بالراس عمل کریں گے۔ لیکن شاید آپ یہ جراءت نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ آپ تو محدثین کو فقیہ کہنا بھی گوارا نہیں کرتے حالانکہ ان کے احادیث کے ذخائر اگرچہ حدیثوں یعنی ارشادات نبویؐ کا مجموعہ ہی ہیں لیکن ان پر تبویب آپ کو نظر نہ آئی کہ استنباط فرما کر کس طرح فقاہت بیان کر رہے ہیں امام بخاریؒ نے ایک ایک حدیث سے بیسیوں مسائل استنباط کیے ہیں اور ہر

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث فقیہ ہوتا ہے ہاں وہ محدث جو تبویب و استنباط نہ کرے وہ بے شک فقیہ نہ کہلائے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اکثر احادیث کی کتب مبوب ہوتی ہیں جن سے ائمہ کے فقیہ ہونے کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ البتہ امام احمد بن حنبل ؒ نے احناف کے متعلق فرمایا ہے جسے امام محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل ص۱۲۳ نقل فرمایا ہے حدثنی علی بن سعید النسوی قال سمعت احمد بن حنبل یقول ھولاء اصحاب ابی حنیفۃ لیس لھم بصر بشئی من الحدیث ماھو الا الجراءۃ۔ کہ فقہاء احناف صرف ڈھٹائی کرتے ہیں ورنہ انھیں حدیث کے متعلق کچھ بصیرت حاصل نہیں ہے۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ ؒ بھی بلند پایہ فقیہ ہوں لیکن بڑی مصیبت یہ ہے کہ جو واقعی جلیل القدر ائمہ یقیناً ایسے ہی تھے لیکن اس وقت ان کے روشن چہروں پر ان کے مقلدوں نے اتنی گرد و غبار ڈال دی ہے کہ ان کی شکل و صورت پہچاننی مشکل ہے خصوصاً امام ابو حنیفہ ؒ کے مقلدوں نے تو ایسی ایسی گندی باتیں ان کی طرف منسوب کر دی ہیں کہ الامان والحفیظ۔ اور پھر ان مقلدین کی حالت یہ ہے کہ اپنے علاوہ دوسروں کو کسی لائق ہی نہیں سمجھتے۔ اگر چشم بصیرت ہو تو اسی اشاعت خاص جس پر میں نقد کر رہا ہوں کوئی پڑھ کر دیکھ لے۔

۶۔ چھٹا مقروضہ یہ پیش کیا "ترک عمل بالحدیث کے اسباب ص۳۱ پھر علامہ ابن تیمیہ ؒ کی ایک عبارت پیش کی ہے حالانکہ یہ عبارت صرف دکھاوے کے لیے پیش کی ہے ورنہ ان کے شیخ الشیخ انور شاہ کشمیری نے تو فیض الباری میں ابن تیمیہ ؒ کی نقل کو ماننے سے تردد کیا ہے۔ (فیض الباری ج ۱ ص۵۹، عبارت یہ ہے" واما الحافظ ابن تیمیۃ ؒ .... لکن فی طبعہ سورۃ وحدۃ فاذا عطف الی جانب عطف ولا یبالی واذا تعدی الی احد تعدی ولا یحاشی ولا یؤمن مثلہ من مثلہ من الافراط والتفریط فالتردد فی نقلہ لھذا وان کان حافظا متبحراً۔ جب آپ کے یہاں ابن تیمیہ افراط و تفریط سے مامون نہیں تو پھر ان کی کتابوں سے حوالہ ہی آپ کو نہیں دینا چاہیے غالباً آپ نے اہلحدیثوں پر رعب جمانے کے لیے ایسا کیا ہے اور صورت بھی یہی نظر آ رہی ہے کیونکہ سبب اوّل کے بعد جو کلام آپ نے کیا ہے وہ اس کی عکاسی کر رہا ہے۔ بہر حال ابن تیمیہ ؒ نے جو اسباب بیان کیے ہیں وہ اپنی جگہ حقیقت ہیں مان لیے جائیں تو کوئی جھگڑا ہی باقی نہ رہے لیکن آپ حضرات انہیں مانتے کب ہیں۔

مثلاً عربی عبارت میں تین چیزوں کا ذکر ہے پہلی یہ کہ اس کا عقیدہ ہے کہ یہ حضرت کا ارشاد نہیں ہے۔ الحمد للہ ہم اہلحدیث جس کو حدیث سمجھتے ہیں اسے ضرور قبول کرتے ہیں خواہ ہمیں اس کے لیے کتنی تکالیف برداشت کرنا پڑیں۔ اور امت نے ان کتابوں کی نشاندہی کی ہے کہ ان میں کوئی بات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی نہیں جو آنحضرتؐ کی نہ ہو بلکہ بسند صحیح یہ ثابت ہے کہ واقعی وہ آنحضرتؐ کے ارشادات ہیں۔ چنانچہ بخاری ومسلم کی متفق احادیث کے متعلق اُمت کا اجماع ہے کہ واقعی یہ تمام حدیثیں صحیح متصل السند ہیں۔ لیکن لدھیانوی صاحب نے یہ سارا اتنا لمبا دیباچہ اور تمہید صرف اس لیے لکھی ہے کہ سائل کا پہلا سوال رد کیا جا سکے۔ اور خود جن کتابوں میں سے احادیث نقل کرتے ہیں جیسے مسند خوارزمی اور طحاوی قسم کی ان کی اکثر احادیث پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں یعنی وہ دراصل حدیث رسول ہی نہیں ہیں کیونکہ ان کا ثبوت و اسناد درست نہیں ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے کتب کے طبقات بیان کیے ہیں اور ان کتابوں کو چوتھے پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور پھر فرمایا ہے کہ پہلے دوسرے طبقہ پہ محدثین کا اعتماد ہے اور تیسرے طبقہ سے کوئی متبحر عالم ہی فائدہ اُٹھا سکتا ہے البتہ چوتھے پانچویں طبقہ میں سے معتزلہ و رافضہ (شیعہ) وغیرہ ہر طرح کے لوگ اس سے دلائل تلاش کر لیتے ہیں یعنی بدعتیوں کے لیے یہ کتابیں دلائل مہیا کرتی ہیں (حجۃ اللہ البالغہ صـ۳۰۱ بحث طبقات المحدثین)

اور بخاری کی صحت کے اجماع کے متعلق کہ وہ واقعی آنحضرتؐ کے ارشادات ہیں (اور جو شخص ارشادات نبویؐ کا منکر ہو اس کا کیا حال ہوگا) اگر دیکھنا ہو تو سرسری طور پر کچھ حوالہ جات عرض خدمت ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ۔ امام یحییٰ بن معینؒ۔ امام علی بن مدینیؒ (مقدمہ فتح الباری صـ۵۷ و تہذیب التہذیب جلد نہم صـ۵۴) امام عقیلیؒ (مقدمہ فتح الباری صـ۵۷) ملا علی قاری حنفی (مرقاۃ جلد اول صـ۱۵) امام دارقطنی (جامع الاصول لابن جزری صـ۱۱۱) امام حاکم نیشاپوری (مقدمہ معرفۃ علوم الحدیث) امام نسائی (تہذیب والاسماء واللغات جلد اول صـ۷۴) امام ابوالفتح عجلی اور امام فضل بن اسماعیل جرجانی (البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ صـ۲۸) امام بلقینی (ارشاد الساری جلد اول صـ۴۲) حافظ ابن صلاح (مقدمہ صـ۱۰) امام ابواسحٰق اسفرائینی (فتح المغیث صـ۱۹) امام الحرمین عبدالملک ضیاء الدین (فتح المغیث صـ۱۹) امام نووی (مقدمہ نووی علی مسلم صـ۱۲) امام ابوالفلاح حنبلی (شذرات الذہب ج ثانی صـ۱۳۵) امام ابوالفتح قشیری (مقدمہ فتح الباری) امام ابوعبداللہ الحمیدی (الجمع بین الصحیحین و مقدمہ ابن صلاح صـ۱۱) حافظ ابونصر سنجری (مقدمہ ابن صلاح صـ۱۱) امام شمس الدین کرمانی (نموذج من الاعمال الخیریہ بیان شرح بخاری مطبوعہ منیریہ مصر صـ۱۵۵۶) علامہ قسطلانی (ارشاد الساری جلد اول صـ۳۰) حافظ ابن حجر (مقدمہ فتح الباری صـ۳) حافظ ابن کثیر (البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ صـ۲۸/۲۴) علامہ عینی حنفی (عمدۃ القاری صـ۵) حافظ سخاوی (فتح المغیث صـ۲۶) امام ابن تیمیہ (منہاج السنۃ جلد ۴ صـ۵۸) حافظ ذہبیؒ (ارشاد الساری صـ۲۹) علامہ محمد بن ابراہیم الیمانی (الروض الباسم مصری جلد اول صـ۸۴) علامہ جزائری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(فتح الملہم ص۹۷) علامہ محمد معین سندھی حنفی (دراسات اللبیب ص۲۸۴) سید شریف جرجانی (ظفر الامانی ص۵۵) حافظ یافعی (مراۃ الجنان جلد ۲ ص۱۶۷) نواب صدیق الحسن خاں (اتحاف النبلاء ص۱۲۷) امام محمد بن جعفر کتانی ۔ (الرسالۃ المستطرفہ الکتانی ص۹) حضرت شاہ ولی اللہ (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول ص۱۳۴) حضرت شاہ عبدالعزیزؒ (عجالۃ النافعہ ص۶) شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ (مقدمہ مشکوٰۃ) علامہ عبدالحئیؒ حنفی لکھنوی (ظفر الامانی ص۵۹) مولانا احمد علی سہارن پوری حنفی (مقدمہ علی البخاری ص۴) مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی (مقدمہ فیض الباری) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (فتح الملہم ص۵۴)

میں نے یہ کچھ حوالے اس لیے درج کیے ہیں کہ اسے دیکھ کر کچھ احساس ہو کہ اُمت کے اکابرین تو اس پر متفق ہیں کہ یہ تمام واقعی آنحضرتؐ کے ارشادات ہیں لیکن لدھیانوی صاحب صرف اس لیے رد کرنا چاہیں کہ اس سے حنفیت پر زد آتی ہے۔

چنانچہ لدھیانوی صاحب جو دس اسباب نقل کیے ہیں ان میں پہلا سبب ہے حدیث کی اطلاع نہ ہونا الحمدللہ اہل حدیث کا یہی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس کو آپ کا تمام علم پہنچ چکا ہو اور اہلسنت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ انبیاء کے علاوہ کوئی آدمی معصوم عن الخطا بھی نہیں ہے ۔ اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ میرا امام کوئی بات غلط نہیں کہہ سکتا کوئی سہو ونسیان یا لغزش نہیں کر سکتا تو گویا وہ اسے نبوت کے مقام پر فائز کر رہا ہے اور کسی اُمتی کی بات کو اس طرح ماننا جیسے نبی کی بات ہو اور اس کے خلاف ہر بات کو رد کر دینا جیسا کہ لدھیانوی صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے بلکہ ساری اُمت اس پر متفق ہو کہ یہ ارشاد نبوی ہے لیکن اگر اپنے مذہب کے خلاف ہو تو اس کی تاویل کر دی جائے یا رد کر دیا جائے تو یہ درحقیقت پیغمبر کے مقام نبوت کی توہین ہے کہ پیغمبر کے متفقہ ثابت شدہ بات کو صرف اپنے امام کے بلا سند قول سے رد کر دیا جائے ۔ چنانچہ حنفیت نے اس اصول کو ذکر کیا ہے ۔ ان کل آیۃ تخالف قول اصحابنا فانھا تحمل النسخ او علی الترجیح والاولی ان تحمل علی التاویل من جھۃ التوفیق ۔ (کہ جو بھی قرآن کی آیت ہمارے مسلک کے خلاف ہو گی یا اسے منسوخ یا مرجوح سمجھیں گے یا اس کی تاویل کریں گے (اصول کرخی ص۲۸) اور ص۲۹ پر حدیث کے متعلق بھی اسی طرح لکھا ان کل خبر یجی بخلاف قول اصحابنا الخ کہ جو بھی حدیث ہمارے مسلک کے خلاف ہو گی ہم اسے یا منسوخ یا مرجوح سمجھیں یا اس کی تاویل کریں گے ۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے لوگوں کے لیے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ فان شئت ان تری انموذج الیھود فانظروا الی علماء السوء من الذین یطلبون الدنیا وقد اعتادوا تقلید السلف واعرضوا عن نصوص الکتاب والسنۃ وتمسکوا بتعمق عالم وتشددہ واستحسانہ فاعرضوا عن کلام الشارع المعصوم وتمسکوا باحادیث موضوعۃ وتاویلات فاسدۃ کانت سبب ھلاکھم (الفوز الکبیر صلا) کہ اگر تم اس اُمت میں یہودیوں کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان مولویوں کو دیکھ لو جو صرف اپنے دنیا کے ذمار کے لیے تقلید پر جمے رہتے ہیں اور قرآن و حدیث کے دلائل سے منہ موڑتے ہیں۔ اپنے علماء کے فتووں پر سختی سے قائم رہتے ہیں اور معصوم پیغمبر کے ارشادات کو چھوڑ کر مصنوعی حدیثیں اور غلط تاویلیں کرتے رہتے ہیں یہ ہی ان کی تباہی کا سبب ہے۔

لیکن اہلحدیث صرف ائمہ کی غلطی کو لغزش سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ ان کو یہ حدیث نہ مل سکی جس کی وجہ سے لغزش ہوئی اور ان کے لیے بخشش کی دُعا کرتے ہیں اور ارشادِ نبوی پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں یہ سب تقلید کے کرشمے ہیں کہ اگر قادیانی یہ کہے کہ مرزا غلام احمد صرف مجدد ہے اور اس کی ہر بات قابل قبول ہے تو وہ کافر اور اگر شیعہ کہے کہ میرا امام معصوم ہے اور امام کو شریعت میں رد و بدل کرنے کا حق ہے تو وہ گردن زدنی قرار دیا جائے لیکن اگر خود قرآن و حدیث کے صریح مسائل کو رد کرتا چلا جائے صرف اس لیے کہ اس کی تقلید شخصی میں فرق آتا ہے تو وہ پکا لو ہے کی طرح مسلمان۔

؎ نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں	اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
یہ قبروں پہ جا جا کے نذریں چڑھائیں	شہیدوں سے جا جا مانگیں دُعائیں
نہ اسلام میں کچھ خلل ان کے آئے	نہ ایمان بگڑے نہ اسلام جائے!

ان بے چارے کنوئیں کے مینڈکوں نے سمجھ رکھا ہے کہ امام کی مخالفت نبی اور اسلام کی مخالفت کے مترادف ہے حالانکہ ان کے دو بڑے شاگردوں نے ان کی دوتہائی باتوں سے اختلاف کیا ہے ان کے تو اسلام میں کوئی فرق نہ آیا معلوم نہیں کہ ان کی تقلید چھوڑنے سے ہمارا ایمان کیوں کھرشٹ ہو جاتا ہے۔ لدھیانوی صاحب کا خیال ہے کہ شاید اختلافی مسائل صرف یہ نماز کے تین چار ہی ہیں حالانکہ سینکڑوں مسائل میں اختلاف ہے معلوم نہیں یہ تجاہل عارفانہ سے کیوں کام لیتے ہیں۔

لدھیانوی صاحب نے شاید یہ بھی سمجھ رکھا ہو کہ سابقہ دور میں بھی شاید یہ ہی تین چار مسائل اختلافی ہوں گے اور باقی مسائل کا ان لوگوں کو پتہ ہی نہ ہو گا حالانکہ بیچارے ان کے شاگرد اور ان کے علاوہ ائمہ دین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی عالم تھے اور ان کا اختلاف انہی مسائل میں نہ تھا بلکہ سینکڑوں مسائل میں اختلاف تھا۔ وہ لوگ بھی عالم دین تھے انہیں علم تھا کہ امتی کی بات سے اختلاف کرنے کا انہیں حق حاصل ہے اور اس اختلاف کی وجہ سے ان کے اسلام پر کوئی حرف نہیں آتا یہی وجہ ہے کہ ان کے شاگردوں نے دو تہائی مسائل میں اختلاف کیا ہے بلکہ آج بھی سینکڑوں مسائل ایسے ہیں جنہیں لدھیانوی صاحب لوگوں کے سامنے بیان بھی نہیں کرتے کیونکہ وہ خود انہیں بیان کرتے ہوئے شرماتے ہیں بھائی اگر وہ سارے مسائل دُرست ہیں اور آپ ان پر عمل کرتے ہیں اگرچہ انہیں لوگوں سے چھپاتے ہیں۔ تو ہم بھی ان دوچار مسائل کو چھوڑ دیں گے لیکن آپ تو خود انہیں قبول کرنے سے پہلوتہی کر رہے ہیں اور اگر لدھیانوی صاحب کو ان مسائل کا علم نہیں تو ہم نشاندہی کر سکتے ہیں بلکہ مولانا محمد جوناگڑھی صاحب نے درایت محمدی کے نام سے ہدایہ کے یک صد مسائل وہ بیان کیے ہیں جو قرآن اور حدیث اور عقل فطرت کے خلاف ہیں ذرا ان کا مطالعہ فرمالیں۔

لدھیانوی صاحب نے اور بھی اسباب بیان کیے ہیں مثلاً حدیث کا شرائط مقررہ پر پورا نہ اُترنا یا حدیث کا بھول جانا۔ یا حدیث کے استدلال میں فرق ہونا۔ ان سب کا مطلب ایک ہی ہے کہ اس کا حدیث ہونا ثابت ہی نہیں ہوتا۔ یا پھر عدم صحت وضعف میں اختلاف حالانکہ صحت وسقم کے لیے ہمارے پاس الحمدللہ محدثین کسوٹی موجود ہیں۔ بلکہ ساتواں مفروضہ بھی یہی ہے۔

۷۔ مفروضہ نمبر سات یہ ہے کہ کسی حدیث کا صحیح یا ضعیف ہونا بھی اجتہادی امر ہے۔ ص۳۹

حالانکہ یہ مفروضہ سرے سے ہی غلط۔ جناب تصحیح احادیث اجتہادی امور نہیں ہیں بلکہ ظواہر علل واسباب پر مبنی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس فن سے کوئی واسطہ و سابقہ نہیں صحیحین کے رواۃ میں سے جن پر کلام کیا گیا ہے وہیں ان کی توثیق بھی ثابت ہے ان دونوں کتابوں میں کوئی ایسا راوی نہیں جس سے شیخین نے اصالۃً روایت لی ہو اور ان کی توثیق ثابت نہ ہو بے شک بعض رواۃ پر بعضوں نے کلام کیا ہے لیکن جو لوگ اس فن سے واسطہ رکھتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ نہ ہر کلام قابل قبول ہے اور نہ ہر متکلم فیہ راوی قابل رد ہے۔ اسی طرح شیخین نے جن متکلم فیہ راویوں سے روایتیں لی ہیں ان کے متعلق انہوں نے خود بھی بحیثیت ماہر فن توثیق نقل کی ہے۔ یہ بات نہیں کہ صرف روایت ہی لے لی ہے۔ اگر آپ کو اس فن سے کچھ حصہ نہیں ملا ہے۔ تو پھر اس پہ خامہ فرسائی کا شوق بھی نہیں ہونا چاہیے۔

ائمہ احناف نے جن راویوں سے روایتیں لی ہیں اور ان میں سے جن روایتوں پر اہلحدیثوں نے گرفت کی ہے ان کے بارے میں کم از کم آپ یہی ثبوت فراہم کر دیں کہ ان ائمہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ صرف اخذ روایت سے کسی راوی کا ثقہ ہونا لازم نہیں ۳-۱ اصولِ حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیجیے یا کسی ماہر فن سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استفادہ کرنے کی غرض سے بحث و مباحثہ کریجیے یعنی مذاکرہ علمیہ۔

اگر کسی حدیث کے صحت وضعف میں اختلاف ہے تو وہ اجتہاد کی بنا پر نہیں بلکہ راویوں کے علم وعدم علم کی بنا پر ہے وہ بات نہیں جسے زبردستی اپنی ناواقفیت کی بنا پر دوسروں سے منوانا چاہتے ہیں یہاں ابن ہمام کا حوالہ آپ کے لیے سرمایۂ افتخار ہو تو ہو لیکن کسی اہل فن کے لیے تضحیک کا باعث ہے اللھم اغفر لہ۔

لدھیانوی صاحب آپ کو علم ہونا چاہیے لکل فن رجال اگر آپ مکان کی تعمیر میں جوتے بنانے والے یا حجامت بنانے والے کو لگائیں گے تو وہ تعمیر کا کام نہیں کر سکے گا ایسے ہی احادیث کے صحیح وضعیف ہونے میں معیار محدثین کا کلام ہی ہوگا وضو کے لیے مقیاس بنانے والے فن حدیث کو کیا جانیں شاید آپ کو علم نہ ہو آپ کے بڑوں نے اسے تسلیم کیا ہوا ہے چنانچہ مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی فرماتے ہیں لاعبرۃ بنقل صاحب النہایۃ ولا بقیۃ شراح الہدایۃ فانھم لیسوا من المحدثین ولا اسند والحدیث الی احد من المخرجین (مقدمہ عمدۃ الرعایۃ مطبوعہ مجتبائی ص۱۳)۔

کہ صاحب نہایہ و دیگر ہدایہ کے شارحین کی احادیث کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ وہ محدثین میں سے نہیں تھے نہ ہی انہوں نے کسی حدیث میں فن حدیث کے ناقل تک پہنچایا ہے۔ اور امام الکلام ص۲۱۶ پر فرماتے ہیں۔ ومن نظر بنظر الانصاف وغاص فی بحار الفقہ والاصول مجتنبا عن الاعتساف یعلم علما یقینا ان اکثر المسائل الفرعیۃ والاصلیۃ التی اختلف العلماء فیھا فمذھب المحدثین فیھا اقوی من مذاھب غیرھم وانی کلما اسیر فی شعب الاختلاف اجد قول المحدثین فیہ قریبا من الانصاف فللہ درھم وعلیہ شکرھم کیف لا وھم ورثۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حقا ونواب شرعہ صدقا حشرنا اللہ فی زمرتھم واماتنا علی حبھم وسیرتھم۔ کہ جو بھی فقہی کتب کو بہ نظر انصاف دیکھے اور ظلم و زیادتی سے ہٹ کر غور کرے گا وہ یقیناً اس نکتہ پر پہنچے گا کہ اکثر فرعی اور اصولی مسائل جن میں علماء کا اختلاف ہو ان میں محدثین کا مسلک ہی قوی ہوگا۔ اور میں بھی جہاں کسی اختلافی مسئلہ میں اشارہ کرتا ہوں تو محدثین کا قول ہی انصاف کے زیادہ قریب پاتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے ہم ان کے مشکور ہیں اور کیوں نہ مشکور ہوں درحقیقت وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور شریعت کے سچے حاکم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حشر ان محدثین کے ساتھ کرے اور ہمیں ان کی محبت اور سیرت پہ مارے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ مولانا کے الفاظ کتنے خوب صورت اور محدثین کرام کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن لدھیانوی صاحب ہیں کہ ایسے بزرگوں کی توہین بھی کرنے سے نہیں چوکتے جیسے صفحہ ۴۲ کی عبارت سے ٹپک رہا ہے۔

۸۔ مفروضہ نمبر آٹھ ۔ تعامل سلف کی اہمیت صفحہ ۴۳

لدھیانوی صاحب کا مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ فقہاء احناف میں اسی طرح تعامل آ رہا ہے اس لیے ہم سچے ہیں حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ دلائل کی صحت ہی اصل چیز ہے معلوم نہیں لدھیانوی صاحب کس دنیا میں بس رہے ہیں اگر تعامل سلف کو ہی معیار مقرر کر لیا جائے تو یہ معیار صرف برصغیر کے لیے ہی ہوگا عرب ممالک میں تو آپ کو ایسا تعامل نہیں ملے گا بلکہ افریقہ میں شافعی مسلک کے لوگ زیادہ ہیں۔ مغرب کے علاقہ میں مالکی زیادہ ہیں عرب کے خطہ میں حنبلی زیادہ ہیں پھر تو سب کا اپنا اپنا ہی تعامل ہوگا اور سب کا دعویٰ بھی یہی ہوگا بلکہ کبھی لدھیانوی کچھ باہر کی دنیا کو بھی جا کر دیکھتے تو یہ مفروضہ قائم نہ کرتے کیونکہ آج کوفہ میں جامع ابوحنیفہ میں آمین گونج رہی ہے اور جامع عبدالقادر بغداد میں آمین گونج رہی ہے گویا کہ لدھیانوی صاحب کا مفروضہ اپنے ہی گھر میں فیل ہو گیا بلکہ اس سے آگے بڑھیں دو تہائی مسائل میں امام صاحب سے شیخین یعنی ان کے شاگردوں نے ہی اختلاف کیا ہے اب سلف امام صاحب کو سمجھیں یا ان کے شاگردوں کو سمجھیں بلکہ فقہی انبار کو دیکھیں اس میں ایسے گھناؤنے مسائل ہیں جس میں زانیہ کی اُجرت کا جواز، جانوروں سے بدفعلی پر حدود کے نہ لگنے کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ کیا یہی تعامل ہے مولانا میں نے تو پہلے بھی لکھا ہے کہ اختلاف صرف چار مسئلوں کا نہیں ہے بلکہ سینکڑوں مسائل کا ہے جن کو آپ بیان کرنا بھی چھوڑ چکے ہیں اگر آپ ان مسائل کا ثبوت مہیا فرما دیں تو یہ چار مسئلے ہم خود بخود چھوڑ دیں گے بلکہ اصل اختلاف اصولی ہے آپ کے نزدیک کسی بات کا امام کی طرف منسوب کر دینا کافی ہے ہمارے نزدیک کسی بات کا پیغمبر کی طرف منسوب کر دینا بھی کافی نہیں جب تک اس کا ظاہری ثبوت و اسناد کا دُرست ہونا ثابت نہ ہو۔

بلکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ امام صاحب یا کوئی حنفی مسئلہ اس طرح ہے تو آپ تمام آیات قرآنی ہوں یا احادیث نبوی ہوں ان کی تاویل کریں گے لیکن امام صاحب کی بات کو غلط نہیں ہونے دیں گے اور ہم حدیث نبوی کے مقابلہ ایک امام کیا ساری دنیا کو قربان کر سکتے ہیں لیکن آنحضرت کے ارشاد کو قربان کرنے کو تیار نہیں ہوں گے۔ یہ سب تقلید کے کرشمے ہیں جس نے ایک اُمتی کو پیغمبر کے سامنے لا کھڑا کیا ورنہ وہ ائمہ دین تو ساری زندگی تقلید کی تردید کرتے رہے ہیں۔

۹۔ اجتہاد و تقلید صفحہ ۴۴ ۔ لدھیانوی صاحب نے فرمایا ہے کہ ہر شخص یا مجتہد ہوگا یا مقلد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ ان بے چاروں کو تقلید کا شائد معنیٰ ہی نہیں آتا۔ کہ جب نص صریح قرآن وحدیث کی موجود ہو تو کیا وہاں بھی کسی مجتہد کی ضرورت لاحق ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کو جو بدوی تھے یہ حکم دیا کہ تم قرآن یا میری سنت پر عمل کرنے کے اہل نہیں لہٰذا کسی مجتہد صحابی کے توسط سے عمل کرنا۔ عدم علم کی بنا پر کسی صاحب علم سے خدمات حاصل کرنے کو تقلید نہیں کہا جاتا بلکہ یہ عین تحقیق ہے۔ اس کو تقلید سے تعبیر کرنے والا احمق کہلائے گا۔

پھر اجتہادی مسائل میں کسی ایک ہی مجتہد کی پابندی کا حکم قرآن کی کس آیت یا کس حدیث سے یا تعامل صحابہ سے ثابت ہے جب ثابت نہیں تو التزام مذہب معین باطل ہوا اور یہی اہلحدیث کا مذہب ہے۔ اور لدھیانوی صاحب نے تو اجتہاد کا دروازہ ہی بند کر دیا ہے کہ تیسری صدی کے بعد کوئی مجتہد ہوا ہی نہیں مثل مشہور ہے یرقان کے مریض کو ہر چیز پیلی ہی نظر آتی ہے۔ آپ تیسری صدی کے بعد کسی کو بھی محدث مجتہد تسلیم نہ کریں۔ لیکن اس سے حقیقت الامر میں کیا فرق آتا ہے۔ جس مجتہد کو چاہیں مقلد لکھ دیں۔ حالانکہ آج بھی ہر شخص اپنے علم کے مطابق اجتہاد کر سکتا ہے آپ لوگوں سے کوئی آدمی یہ نہیں پوچھتا کہ حنفی فقہ کا یہ مسئلہ کس طرح ہے بلکہ ہر آدمی دراصل اسلام سمجھ کر پوچھتا ہے اور اس کا یہ نظریہ ہوتا ہے کہ چونکہ میں اتنا عالم نہیں ہوں اس لیے اہل علم سے استفادہ کرتا ہے اور حقیقتاً اس کا خیال ہوتا ہے کہ یہ بزرگ مجھ کو قرآن اور حدیث کے مطابق ہی بتائیں گے اس کے باوجود اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جاتا ہے تو وہ آدمی دلائل کا مقابلہ کر کے سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور یہی اجتہاد ہے جس کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے اسے ہی تحقیق کہتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے اقوال اس بارے میں مختلف تصانیف میں مختلف ہیں پہلے دور کی کتابیں کچھ اور طرح کی ہیں اور آخری دور میں وسعت ہے اور تقلید کی تردید فرمانے میں ہر شخص اپنے مطلب کی نقل کرتا ہے، انور شاہ صاحب خود حنفی ہیں ان کی بابت ہم کہہ سکتے ہیں چند صفحات پہلے ہم نے ان کی ایک عبارت علامہ ابن تیمیہؒ کے بارے میں نقل کی ہے اس سے ان کے تقویٰ و دیانت کا پتہ چلتا ہے یہاں ان کے ایک اور شاگرد بجنوری کے حوالے سے کچھ نقل کر رہا ہوں..... ائمہ احناف اور مخالفین:

حضرت الاستاذ المعظم شاہ صاحب قدس سرہٗ اس امر سے دل گیر تھے کہ ائمہ حنفیہ اور محدثین احناف کو گرانے کی سعی ہر زمانے میں کی گئی اور مذہب حنفی کے خلاف ناروا حملے مسلسل ہوتے رہے اس سلسلہ میں درس بخاری کے بارے میں محتاط تھے۔ لیکن آخری سالوں کے درس میں امام بخاریؒ کی زیادتیوں پر بھی تنقید فرمائی اور فرمایا کہ اب ضعف کا وقت ہے صبر کم ہو گیا اور اب ادب کا دامن چھوٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ مجھے کہنا پڑا کہ امام بخاریؒ نے اکابر حنفیہ کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور ان کی جرح غیر معتبر ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ امام بخاریؒ کو مذہب حنفی کی پوری واقفیت نہ تھی جس کی وجہ سے باب الحیل وغیرہ میں ائمہ حنفیہ کی طرف مسائل کا انتساب غلط کیا" (تذکرۃ المحدثین مقدمہ انوار الباری حصہ اول ص۱۱ مرتبہ سید احمد رضا بجنوری)

مذکورہ بالا عبارات انور شاہ صاحب کی حقیقت کو خوب واضح کر رہی ہے اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں۔
لدھیانوی صاحب نے آخر میں اہلحدیث حضرات کو دبی زبان میں مقلد فرمایا اور یہ بھی فرما دیا کہ یہ جن کی تقلید کرتے ہیں ان کی حیثیت کیا ہے اس کے جواب میں صرف ہم اتنا کہیں گے کہ سبحانک ھذا بھتان عظیم۔

۱۰۔ حنفی :۔ ائمہ فقہاء کا احترام ص۵۴ لدھیانوی صاحب نے سارا زور لگایا ہے کہ امام صاحب کی توہین نہیں کرنی چاہیے۔

دراصل امام ابو حنیفہؒ کے دشمن خود مقلدین حنفیہ ہی ہیں کہ انہوں نے اس امام عالی مقام کے نورانی چہرے پر اس پر اس قدر کیچڑ فرضی مسائل کے اچھالے ہیں کہ کسی کو ان کا صحیح چہرہ دیکھنا مشکل ہے اس کے باوجود مجھے معلوم نہیں کہ کسی اہلحدیث نے انہیں برا کہا ہو یا ان سے عداوت کا اظہار کیا ہو لیکن اگر لدھیانوی صاحب کے علم میں یہ بات ہو تو اس کے ذمہ دار بھی انہی کے اکابر ہیں یعنی مصنفین فقہ حنفیہ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے امام صاحب کی اپنی تصنیف کوئی نہیں ہے جس کو ہم معیار سمجھ کر کیچڑ دور کر دیں۔
اور جن لوگوں کو امام ہمام کا شاگرد بتلایا گیا ہے ان سب کی روایتیں کتب صحاح و مسانید میں موجود ہیں کاش کہ ان سے بھی وہ روایات جمع کر دی جاتیں جو امام صاحب سے مروی ہیں تاکہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ امام صاحب کے شاگردوں نے ان سے کتنا استفادہ کیا ہے۔

حضرت الامام کے متعلق سب سے پہلے علامہ خطیب بغدادی نے اقوال جمع کیے ہیں جن میں اگر مخالف روائیں ہیں تو موافق بھی ہیں اگر وہ اقوال نہ ہوتے تو تنقیص و تحسین کچھ بھی سامنے نہ آتا۔ لدھیانوی صاحب نے ۳۰ آدمیوں کے اقوال امام صاحب کی توصیف میں گنائے ہیں اور مزید جمع کر دیجیے اس سے اہلحدیث خوش ہوں گے ناراض نہیں لیکن آپ کے اکابر امام شافعیؒ، امام بخاریؒ ابن تیمیہؒ وغیرہ سے خار کھائے بیٹھے ہیں ان سب باتوں کا حوالہ پچھلے صفحات میں دیا جا چکا ہے، دراصل اہلحدیث حضرات کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ ہر رطب و یابس کو جو امام صاحب کے ذمہ لگایا ہوا ہے بلا تحقیق قبول نہیں کرتے۔
اور یہ بھی ایک حقیقت ہے ان میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو کسی شریف انسان کے منہ سے نہیں نکل سکتیں ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم انہیں امام صاحب کی باتیں نہیں مانتے بلکہ یار لوگوں نے انہیں بدنام کرنے کے لیے ان کے ذمہ لگائی ہیں۔ (آئندہ انشاء اللہ سوالات کے جوابات پر نقد تبصرہ ہوگا۔)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۹-۰۰ بے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 02350

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

المكتبة الرحمانية
۹۹-... بے ماڈل ٹاؤن - لاہور
نمبر ...02350...